دُعا کا صحیح طریقہ

مؤلف

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ ومجاز بیعت

حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ بہار (انڈیا)

دُعاء کا صحیح طریقہ

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ ومجاز

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز حضرت مولانا حکیم ذکی الدین صاحبؒ پرنامبٹی

خلیفہ ومجاز مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادیؒ

خلیفہ ومجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور دربھنگہ (بہار)

مخلص اور طالب حق کو طباعت کی اجازت ہے

نام کتاب--------------- دُعاء کا صحیح طریقہ

مؤلف--------------------حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی

کمپیوٹر وکتابت--------------عبد اللہ علاء الدین قاسمی

صفحات-----------------139

تعداد-----------------

سنہ اشاعت--------------- 2021

قیمت-----------------

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

ملنے کے پتے

☆ خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور دربھنگہ (بہار)

☆ مولانا عبد المجید صاحب قاسمی ،صدر: دار العلوم محمودیہ سلطانپوری (نئی دہلی)

☆ قاری عبد الجبار صاحب استاذ: دار العلوم محمودیہ سلطانپوری (نئی دہلی)

☆ قاری عبد العلام صاحب نزد مدینہ مسجد پورانی سیماپوری (نئی دہلی)

☆ قاری مطیع الرحمان صاحب اتوار بازار نزد مدینہ مسجد اگر نگر مبارک پور (نئی دہلی)

Mobile:7654132008/7428151390/9674661519

Pulbisher :

KHANQUAH E ASHRAFIA M.R.AILAM

فہرست

مومن کا ہتھیار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خدا کا بندے پر کتنا عظیم احسان ہے کہ دعاء کا وہ حکم وترغیب بھی دیتا ہے اور دعاء کرنیکا طریقہ بھی سکھلاتا ہے، بے شک وہ رب حقیقی بھی ہے اور اصلی کریم بھی، اس کے کرم کے کیا ٹھکانے۔

تو جو چاہے تو اٹھے سینۂ صحراء سے سحاب
تیری رحمت کی کوئی حد ہے نہ حساب

سچ ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا۔ (سورۂ حج:38)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن وعاشق بندوں کے ساتھ ہمیشہ کھڑا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَیۡسَ شَیۡءٌ أَکۡرَمُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالَی مِنَ الدُّعَاءِ۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے عزت والی چیز دعاء ہے۔

راقم سطور نے دعاء کے موضوع پر اس لئے قلم اٹھایا کہ درحقیقت ہم اور ہماری قوم اس کے اہتمام والتزام سے دن بدن بیزار ہوتی جارہی ہے، دعاء کی قدردانی اور عظمت واکرام سے بے اعتنائی اور غفلت وکوتاہی برتنے کا ہر شخص عادی سا ہوگیا ہے، جبکہ قرآن پاک کی ہدایتیں حدیث شریف اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور اولیاء کرام دعاؤں کے اہتمام وپابندی سے متعلق روز روشن کی طرح عیاں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو ہمیشہ اس بات کی تاکید فرمائی کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگو، یہاں تک کہ نمک کی ڈلی بھی اللہ ہی سے مانگو، کیونکہ اللہ تعالیٰ دعاء کرنے والے بندہ سے محبت فرماتے ہیں اور نہ کرنے والے سے ناراض ہوتے ہیں، دیکھئے ہمارے

خالق و مالک کی کیسی کرم گستری ہے، یہی تو خدا اور بندہ میں فرق اور خط فاصل ہے کہ بندہ سے مانگئے تو ناراض ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے مانگئے تو خوش ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر بندہ کی دعا قبول فرماتے ہیں خواہ فاسق وظالم اور کافر ہی کیوں نہ ہو، لیکن جو بندہ صالح اور دیندار ہو اس کی دعائیں جلد سنتے ہیں، مضطر خواہ نیک ہو یا بد سب کی پریشانی کو اللہ تعالیٰ دور فرماتے ہیں اور اس کے مسئلہ کو حل فرماتے ہیں، مجھے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ کا ملفوظ بڑا پیارا لگتا ہے فرمایا: دعاء سے ہی تمام مسائل حل ہوں گے، میری زندگی کا یہ تجربہ ہے کہ جب بھی میں نے دل سے دعاء مانگی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی، وہی دعاء قبول نہیں ہوئی جو میں نے غفلت سے کی۔

اس لئے ہمیں بھی اسی عقیدہ و یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگنی چاہئے، بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حق ہے کہ دعاء مومن کا ہتھیار ہے، حدیث شریف میں ''سلاح'' کے الفاظ ہیں، معلوم ہوا کہ ہر محاذ اور زندگی کے ہر شعبہ اور ہر میدان کے لئے یہ کارآمد ہے، خواہ عبادت ہو، یا تجارت، سیاست ہو، یا معرکہ کارزار مسجد ہو، یا بازار، گھر ہو یا سفر وحضر، الغرض زندگی کے ہر میدان کو فتح کرنے کا راز دعاء ہی میں مضمر ہے اور اس سے بڑھ کر مومن کے لئے کوئی ہتھیار بھی نہیں، لہذا یہ کہا جائے کہ دعاء اہل ایمان کے لئے عظیم اسلحہ ہے، اگر کسی کو نمازی بننا ہے دعاء کرے، کسی کو حاجی وسیاسی بننا ہو دعاء کرے، کسی کو عالم بننا ہو دعاء کرے، کسی کو ڈاکٹر یا انجینئر بننا ہو دعاء کرے، کسی کو خوش حال بننا ہو دعاء کرے، اب رہی بات کہ دعاء کسطرح اور کتنی جلدی قبول ہوگی تو اس کے لئے آپ اس کتاب کا بغور مطالعہ فرمائیں آپ کو دعاء کرنے کا طریقہ وسلیقہ، قبولیت دعا کا راز اور شرائط دعاء کی تفصیلی ہدایات اس میں ملینگی، خدا کی ہدایتوں اور رحمتوں کو پانے کے لئے پہلا قدم الحاج

وزاری کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعاء والتجاہی ہے، اس کے بغیر آپ آگے نہیں بڑھ سکیں گے، آپ دعاؤں کے پابند ہو گئے اور دعاء آپ کی عادت ثانیہ بن گئی تو جان لیجئے کہ آپ کے لئے خیر ورحمت کے دروازے کھلنے شروع ہو گئے۔ دعاء عبادت وطاعت بھی ہے اور حاجت روائیوں کا عظیم ذریعہ بھی، حضرات پیغمبر صحابہ واولیاء کرام اور صلحاء کے یہاں اس کی بہت زیادہ اہمیت وعظمت رہی ہے ہر ایک نے اسی کے سہارے ہر کام میں کامیابی حاصل کی ہے، اللہ کا فضل وکرم اسی کی جانب مبذول ہوتا ہے جس میں دعاء ونالہ نیم شبی، آہ وزاری، عجز ونیاز مندی اور کسر نفسی جیسی عالی صفات ہوں، بگڑی ہوئی تقدیر کو سنوارنا اور خدا کو پانا ہے تو دعاء کے فضائل وفوائد حاصل کرنے کا طریقہ اس کتاب سے سیکھیں اور اگر اس سے بھی نہ ہو تو کسی اہل اللہ کی صحبت میں جانے کی ہمت کریں اور اس کے لئے بھی دعاء کریں کہ اللہ آپ کو ان کی صحبت عطا کرے تاکہ آپ کو وہ دعاء کرنے کا طریقہ اور اس کو مؤثر ومقبول بنانے کا صحیح راستہ بتائیں، بہر حال ہر کام اور ہر ارمان کی تکمیل کے لئے مسلسل دعاؤں کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سننے اور اسے شرف قبولیت عطا کرنے کے لئے خود منتظر ہیں، انہوں نے خود کہا ہے: اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔تم دعاء مانگو ہم تمہاری دعاء قبول کریں گے۔ اس سے بڑھ کر اللہ کی رحمت اور کیا ہوگی، بات دراصل یہ ہے کہ ہم غلط فہمیوں میں بہت زیادہ مبتلا ہیں، عالم ہے تو علم کے غرور میں، غنی ہے تو مال کے گھمنڈ میں، لیڈر ہے تو طاقت کے زعم میں مبتلا ہے، ہر شخص کے سر کی آنکھیں اس بات سے سیر ہیں کہ ہم پر تو اللہ کے اتنے سارے انعامات ہیں اب مزید دعاء کیا کریں تھوڑی بہت کر لی کافی ہے، جب کہ ہم اگر دل کی آنکھوں سے دیکھیں تو اپنی غلطیوں پر سے بہت جلد پردہ اٹھ جائے گا کہ اصل دولت کیا ہے؟۔

مخاطب عزیز! اصل دولت ''دُعاء ہدایت'' ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کو سکھائی ہے: اِهْدِنَا

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔قرآن مقدس میں سینکڑوں دعائیں بندوں کو تعلیم کی گئی ہیں ،مگر سب سے پہلے افتتاح قرآن میں ہدایت ہی کی دعاء کیوں سکھائی گئی ،اس لئے کہ انسان خدا کی ہدایت کا محتاج ہر وقت اور ہر جگہ ہے، ہر چیز میں ہدایت وہی اللہ عطا کرے گا جو رب العالمین سارے جہاں کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے اور جسے ہدایت مل گئی اسے سب کچھ مل گیا، اس لئے کہ وعدۂ انعامات بھی ہدایت پر ہی موقوف ہے، معلوم ہوا کہ فضل الٰہی کو متوجہ کرنے کے لئے سب سے پہلے ہدایت کی دولت ضروری ہے نہ کہ سیاست، طاقت اور مال کی ،اس لئے سب سے پہلے اللہ سے ہدایت مانگئے خوب گڑگڑا کر اور اللہ کی خوب خوشامد کر کے، اس لئے کہ دعاء کے باب میں یہی مطلوب ہے اور مطلوب ہر چیز میں مقدم ہوتا ہے، آج ہمیں اپنے لئے اپنے اہل خانہ اور تمام امت کے لئے مختلف شعبہائے زندگی میں کیسی کیسی اہم دعاؤں کی ضرورت اور شدید ضرورت ہے ہم سب پر عیاں ہے، اس لئے برائے کرم اپنے لئے اور اپنے اہل خانہ اور ملت و وطن کے لئے دلجمعی اور تسلسل کے ساتھ دعا کرنے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں، ان شاء اللہ اللہ آپ کو عزت بھی دے گا، برکتیں بھی دے گا اور ہر طرح سے آپ کی اور ان تمام نعمتوں کی حفاظت کا اللہ کے یہاں انتظام بھی شروع ہو جائے گا جو اس نے آپ پر کی ہیں۔

اس کتاب کو بار بار پڑھیں اور دعاؤں کا خود کو پابند بنائیں، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اس کو قبول فرما کر ذریعۂ نجات بنائے (آمین)

(حضرت مولانا) **محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی**

خانقاہ اشرفیہ و مکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

بتاریخ ،۱۸، جمادی الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ،۳ جنوری، بروز اتوار ۲۰۲۱ء

دعا کی حقیقت

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ڰ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۔(سورۃ الزمر:۸)

دُعا کے لغوی معنی ہیں پکارنا اور بلانا، شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے حضور التجا اور درخواست کرنے کو دعا کہتے ہیں۔ انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ مشکلات اور پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا ہے اور دل سے اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کو عبادت کی روح قرار دیا ہے: دُعا عبادت کی روح اور اس کا مغز ہے۔(ترمذی۔باب ماجاء فی فضل الدُعاء)

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دُعا عین عبادت ہے۔

(ترمذی۔باب ماجاء فی فضل الدُعاء)

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام وصالحین کی دعاؤں کا ذکر اپنے پاک کلام (قرآن کریم) میں متعدد مرتبہ فرمایا ہے۔

دُعا کا بندہ ہر وقت محتاج ہے

ہر شخص محتاج ہے اور زمین وآسمان کے سارے خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہیں، وہی سائلوں کو عطا کرتا ہے، ارشاد باری ہے: اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو۔(سورۃ محمد:۳۸)

انسان کی محتاجی اور فقیری کا تقاضہ یہی ہے کہ بندہ اپنے مولیٰ سے اپنی حاجت وضرورت کو مانگے اور اپنے کسی بھی عمل کے ذریعہ اللہ سے بے نیازی کا شائبہ بھی نہ ہونے دے کیونکہ یہ مقام عبدیت اور دعا کے منافی ہے۔

دُعا کے وقت میں بندہ کے بہت قریب ہوتا ہوں

دعا کی اہمیت کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ میں اپنے بندوں کو نہ صرف دُعا مانگنے کی تعلیم دی ہے بلکہ دعا مانگنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ نیز ارشاد باری ہے: (اے پیغمبر) جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو (فرمادیجئے کہ) میں قریب ہی ہوں، جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں۔ (سورۃ البقرۃ:۱۸۶)

دعا قبول کرنے والا خود ضمانت دے رہا ہے کہ دعا قبول کی جاتی ہے، اس سے بڑھ کر دعا کی اہمیت کیا ہوسکتی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے بندوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: تمہارے پروردگار نے کہا کہ تم مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ (سورۃ المؤمن:۶۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہ صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی ترغیب دی ہے، بلکہ اس کے فضائل اور آداب بھی بیان فرمائے ہیں، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے یہاں دعا سے زیادہ کوئی عمل عزیز نہیں ہے۔ یعنی انسانوں کے اعمال میں دُعا ہی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت کو کھینچنے کی سب سے زیادہ طاقت ہے۔ (ابن ماجہ۔ باب فضل الدُعاء)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس کے لئے دُعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کے

دروازے کھل گئے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ بندہ اس سے عافیت کی دُعا مانگے۔(ترمذی)

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کو مؤمن کا خاص ہتھیار یعنی اس کی طاقت بتایا ہے،

اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ (رواہ ابویعلی وغیرہ)

دُعا کو ہتھیار سے تشبیہ دینے کی خاص حکمت یہی ہوسکتی ہے کہ جس طرح ہتھیار دشمن کے حملہ وغیرہ سے بچاؤ کا ذریعہ ہے، اسی طرح دعا بھی آفات سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پروردگار میں بدرجہ غایت حیا اور کرم کی صفت ہے، جب بندہ اس کے آگے مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو حیا آتی ہے کہ ان کو خالی ہاتھ واپس کردے، یعنی کچھ نہ کچھ عطا فرمانے کا فیصلہ ضرور فرماتا ہے۔(سنن ابی داؤد)

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد درحقیقت سائل کے لئے اُمید کی کرن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا کریم ہے جو مانگنے والوں کو کبھی محروم نہیں کرتا اور بندہ کی مصلحت کے مطابق ضرور عطا کرتا ہے۔

قرآن وحدیث سے جہاں دُعا کی اہمیت وفضیلت اور پسندیدگی معلوم ہوتی ہے، وہیں احادیث میں دُعا نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بھی وعید آئی ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔(ترمذی۔باب ماجاء فی فضل الدعاء)

دنیا میں ایسا کوئی نہیں ہے جو سوال نہ کرنے سے ناراض ہوتا ہو، حتی کہ والدین بھی اولاد کے ہروقت مانگنے اور سوال کرنے سے چڑھ جاتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ اتنا مہربان ہے کہ جو بندہ اس سے نہ مانگے وہ اس سے ناراض ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے دُعا نہ کرنا تکبر کی علامت ہے اور مانگنے پر

اسے پیار آتا ہے، معلوم ہوا کہ دعاء کا اہتمام تواضع کی علامت ہے اور غفلت تکبر کی علامت ہے۔

قبولیت دعاء کے شرائط و آداب

دعا چونکہ ایک اہم عبادت ہے، اس لئے اس کے آداب بھی قابل لحاظ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کے بارے میں کچھ ہدایات دی ہیں، دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ ان کا خیال رکھے۔ احادیث میں دعا کے لئے مندرجہ ذیل آداب کی تعلیم فرمائی گئی ہے، جن کو ملحوظ رکھ کر دُعا کرنا بلاشبہ قبولیت کی علامت ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی وقت بعض آداب کو جمع نہ کر سکے تو ایسا نہ کرے کہ دُعا ہی کو چھوڑ دے، دعا ان شاء اللہ ہر حال میں مفید ہے۔ آداب دعا میں بعض کو رکن یا شرط یا واجب کا درجہ حاصل ہے، جبکہ کچھ چیزیں مستحبات دعا کے زمرہ میں آتی ہیں اور کچھ چیزیں وہ ہیں جن سے دعا کے موقع پر منع کیا گیا ہے، جو منہیات و مکروہات دُعا کہلاتی ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ دُعا کرنا، یعنی یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی ہماری ضرورتوں کو پوری کرنے والا ہے، ارشاد باری ہے: تم لوگ اللہ کو خالص اعتقاد کر کے پکارو۔ (سورۃ المؤمن: ۱۴)

دعا کے قبول ہونے کی پوری اُمید رکھنا اور یہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ بلاشبہ قبول کرے گا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ سے اس طرح دُعا کرو کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو۔ (ترمذی)

دعا کے وقت دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف حاضر اور متوجہ رکھنا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس بندہ کی دُعا قبول نہیں کرتا جو صرف اوپری دل سے اور توجہ کے بغیر دُعا کرتا ہے۔ (ترمذی)

دُعا کے وقت جس قدر ممکن ہو حضور قلب کی کوشش کرے اور خشوع وخضوع اور سکون قلب ورقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

دعا کرنے والے کی غذا اور لباس حلال کمائی سے ہونا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دور دراز کا سفر کرے اور نہایت پریشانی و پراگندگی کے ساتھ ہاتھ اُٹھا کر یارب یارب کہتے ہوئے دُعا کرے جب کہ اس کی غذا اور لباس سب حرام سے ہو اور حرام کمائی ہی استعمال کرتا ہو تو اس کی دُعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟ (صحیح مسلم)

دُعا کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی دُعا مانگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی بزرگی وثنا سے دُعا کا آغاز کرے پھر مجھ پر درود بھیجے، پھر جو چاہے مانگے۔ (ترمذی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دعا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے یعنی درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچتی جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی)

دعا کے وقت گناہ کا اقرار کرنا، یعنی پہلے گناہ سے باہر نکلنا، اس پر ندامت کرنا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا۔

دعا آہستہ اور پست آواز سے کرنا یعنی دعا میں آواز بلند نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم لوگ اپنے پروردگار سے دُعا کیا کرو گڑگڑا کر اور آہستہ۔ (سورۃ الاعراف: ۵۵)

البتہ اجتماعی دعا تھوڑی آواز کے ساتھ کریں۔

دعا کے چند اہم مستحبات

دعا سے پہلے کوئی نیک کام مثلاً نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ کا اہتمام کرنا۔

قبلہ کی طرف رُخ کر کے دوزانو ہو کر بیٹھنا اور دونوں ہاتھوں کا مونڈھوں تک اس طرح اُٹھانا کہ ہاتھ ملے رہیں اور انگلیاں بھی ملی ہوں اور قبلہ کی طرف متوجہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ ذکر کر کے دعا کرنا۔

اس بات کی کوشش کرنا کہ دُعا دل سے نکلے۔

دُعا میں اپنے خالق و مالک کے سامنے گڑ گڑانا، یعنی رو رو کر دعائیں مانگنا یا کم از کم رونے کی صورت بنانا۔

دعا کو تین تین مرتبہ مانگنا۔

دُعا کے وہ الفاظ اختیار کرنا جو قرآن کریم میں آئے ہیں یا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں کیونکہ جو دُعائیں قرآن کریم میں آئی ہیں ان کے الفاظ خود قبولیت کی دلیل ہیں اور احادیث میں بھی ان کی فضیلت مذکور ہے اور جو دُعائیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہیں وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو پیاری ہونگی۔

تمام چھوٹی اور بڑی حاجتیں سب اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا۔

نماز کے بعد اور بالخصوص فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا۔

دعا کرانے والا اور ساتھ میں دعا کرنے والے کا دعا کے بعد آمین کہنا، اور اخیر میں دونوں ہاتھ اپنے چہرہ پر پھیر لینا۔

وہ اُمور جن کا دعا کے وقت کرنا ممنوع یا مکروہ ہے

دعا کے وقت اسباب کی طرف نظر نہ ہو بلکہ اسباب وتدابیر سے قطع تعلق ہو کر مسبب الاسباب کی ذات پر یقین رکھنا۔

دعا میں حد سے تجاوز کرنا غلط ہے، یعنی کسی ایسے امر کی دعا نہ کرنا جو شرعاً یا عادۃً محال ہو یا جو بات پہلے ہی طے ہو چکی ہو مثلاً یوں نہ کہے کہ فلاں مردہ کو زندہ کر دے یا عورت یہ دُعا کرے کہ مجھے مرد بنا دے، ایسی دعا ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔

دعا میں کسی قسم کا تکلف یا قافیہ بندی نہ کرے کیونکہ یہ امر حضور قلب سے باز رکھتا ہے اور اگر خود بخود بمقتضائے طبیعت قافیہ بندی ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

اپنی جان مال اور اولاد کے لئے بددعا نہ کرے، ممکن ہے کہ قبولیت کی ساعت میں یہ بددعا نکلے اور بعد قبولیت پشیمانی اٹھانی پڑے۔

دعا کی عدم قبولیت پر مایوس ہو کر دعا کرنا نہ چھوڑنا بلکہ حتی الامکان پر امید رہنا اور دعا قبول ہو یا نہ ہو اپنے مالک کے روبرو ہاتھ پھیلاتے رہنا، عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو رحم آجائے اور دعا قبول ہو جائے۔

قبولیت دعا کے بعض اوقات وحالات

یوں تو دعا ہر وقت قبول ہو سکتی ہے، مگر کچھ اوقات وحالات ایسے ہیں جن میں دعا کے قبول ہونے کی توقع زیادہ ہے، اس لئے ان اوقات وحالات کو ضائع نہیں کرنا چاہئے:

شب قدر یعنی رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کی راتیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

ماہ رمضان المبارک کے تمام دن ورات، اور عید الفطر کی رات۔

عرفہ کا دن (۹ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک)۔ (ترمذی)

مزدلفہ میں ۱۰ ذی الحجہ کو فجر کی نماز پڑھنے کے بعد سے طلوعِ آفتاب سے پہلے تک۔

جمعہ کی رات اور دن۔ (ترمذی، نسائی)

آدھی رات کے بعد سے صبح صادق تک۔

ساعت جمعہ۔احادیث میں ہے کہ جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی آتی ہے جس میں جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔(بخاری ومسلم)

مگر اس گھڑی کی تعیین میں روایات اور علماء کے اقوال مختلف ہیں۔روایات اور اقوال صحابہؓ وتابعین سے دو وقتوں کی ترجیح ثابت ہے،اوّل امام کے خطبہ کے لئے ممبر پر جانے سے لے کر نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک (مسلم)

خاص کر دونوں خطبوں کے درمیان کا وقت۔خطبہ کے درمیان زبان سے دعا نہ کریں،البتہ دل میں دعا مانگیں،اسی طرح خطیب خطبہ میں جو دعائیں کرتا ہے ان پر بھی دل ہی دل میں آمین کہہ لیں۔قبولیت دعا کا دوسرا وقت جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے۔(ترمذی)

اذان واقامت کے درمیان۔(ترمذی)

فرض نماز کے بعد۔(نسائی)

سجدہ کی حالت میں۔(مسلم)

تلاوت قرآن کے بعد۔(ترمذی)

آب زم زم پینے کے بعد۔(مستدرک حاکم)

جہاد میں عین لڑائی کے وقت۔(ابوداؤد)

مسلمانوں کے اجتماع کے وقت۔(صحاح ستہ)

بارش کے وقت۔(ابوداؤد)

بیت اللہ پر پہلی نگاہ پڑتے وقت۔(ترمذی)

دعا قبول ہونے کے چند اہم مقامات

یوں تو دُعا ہر جگہ قبول ہوسکتی ہے، مگر کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں دعا کے قبول ہونے کی توقع زیادہ ہے۔

طواف کرتے وقت۔

ملتزم پر چمٹ کر۔ (ملتزم اس جگہ کو کہتے ہیں جو حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کے درمیان ہے، ملتزم عربی میں چمٹنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے؛ چونکہ اس جگہ چمٹ کر دُعا کی جاتی ہے اس لئے اس کو ملتزم کہتے ہیں)۔

حطیم میں خاص کر میزاب رحمت کے نیچے۔

بیت اللہ شریف کے اندر۔

صفا و مروہ پر، اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے وقت۔

مقام ابراہیم کے پیچھے۔

مشاعر مقدسہ (عرفات، مزدلفہ اور منیٰ) میں۔

جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کی رمی کرنے کے بعد وہاں سے ذرا دائیں یا بائیں جانب ہٹ کر۔

مستجاب الدعوات بندے

وہ حضرات جن کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور احادیث میں جن کی دُعاؤں کے قبول ہونے کی بشارت دی گئی ہے:

مظلوم کی دعا یعنی ایسا شخص جس پر کسی طرح کا ظلم ہوا ہو۔ (بخاری و مسلم)

مضطر یعنی مصیبت زدہ کی دعا۔ (بخاری و مسلم)

والدین کی دُعائیں اولاد کے حق میں تیزی کے ساتھ اثر کرتی ہے،لہذا ہمیشہ ان کی دُعائیں لیتے رہنا چاہئے اور اُن کی بددعا سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔(مسلم)

اسی طرح وہ اولاد جو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور دل وجان سے ان کی خدمت کرے ان کی دُعاؤں میں بھی شانِ قبولیت پیدا ہوجاتی ہے۔

مسافر یعنی جو اپنے گھر بار اہل وعیال سے دور ہو، مسافر چونکہ اپنے مقام سے دور ہوتا ہے، آرام نہ ملنے کی وجہ سے مجبور اور پریشان ہوتا ہے، جب اپنی مجبوری اور حاجت مندی کی وجہ سے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا اخلاص سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور صدق دل سے نکلنے کی وجہ سے قبول ہوتی ہے۔(ابوداؤد)

افطار کے وقت روزہ دار کی دعا کیونکہ یہ وقت لمبی بھوک پیاس کے بعد کھانے پینے کے لئے نفس کے شدید تقاضے کا ہوتا ہے، چونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ایک فریضہ کو انجام دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بھوک پیاس برداشت کی ہے اس لئے روزہ کے اختتام پر بندہ کو یہ مقام دیا جاتا ہے کہ اگر وہ اس وقت دُعا کرے تو ضرور قبول کی جائے۔(ترمذی)

ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے لئے غائبانہ دعا بھی مقبول ہے، اپنے لئے تو سب دعا کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی خصوصی اور عمومی دعا کرنی چاہیئے، خواہ کوئی دعا کے لئے کہے یا نہ کہے، دوسروں کے لئے دعا کرتے رہیں کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ سب دعاؤں سے بڑھ کر جلد از جلد قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو غائب کی غائب کے لئے ہو۔(ترمذی)

کیونکہ یہ دعا ریاکاری سے پاک ہوتی ہے، محض خلوص اور محبت کی بنیاد پر کی جاتی ہے اور

اس میں اخلاص بھی زیادہ ہوتا ہے۔ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی کی غیر حاضری میں کی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جب وہ اپنے بھائی کے لئے دُعا کرتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ (بھائی کے حق میں تونے جو دعا کی ہے) تیرے لئے بھی اس جیسی نعمت و دولت کی خوشخبری ہے۔(مسلم)

حجاج و معتمرین کی دُعا، جو شخص حج یا عمرہ کے سفر پر نکلا ہو اس کی دعا قبول ہونے کا وعدہ حدیث میں ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج وعمرہ کے مسافر بارگاہ الٰہی کے خصوصی مہمان ہیں اگر یہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں تو قبول فرمائے اور اگر اس سے مغفرت طلب کریں تو ان کی بخشش فرمادے۔(ابن ماجہ ونسائی)

مریض اور مجاہد فی سبیل اللہ کی دعا، احادیث سے ثابت ہے کہ مریض جب تک شفایاب نہ ہو اور مجاہد جب تک واپس نہ ہو ان کی دُعا بھی قبول ہوتی ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے دعا کے لئے کہو۔(ابن ماجہ) مجاہد فی سبیل اللہ، اللہ کے راستہ میں اپنی جان و مال کی قربانی دینے کے لئے نکل کھڑا ہوا تو جب مجاہد دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

دُعا قبول ہونے کی علامات

دعا قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ دعا مانگتے وقت اپنے گناہوں کو یاد کرنا، اللہ کا خوف طاری ہونا، بے اختیار رونا آجانا، بدن کے روئیں کھڑے ہوجانا، اس کے بعد اطمینان قلب

اور ایک قسم کی فرحت محسوس ہونا، بدن ہلکا معلوم ہونے لگنا، گویا کندھوں پر سے کسی نے بوجھ اُتار لیا ہو۔ جب ایسی حالت پیدا ہو تو اللہ کی طرف خشوع قلب کے ساتھ متوجہ ہو کر اس کی خوب حمد و ثنا اور درود کے بعد اپنے لئے، اپنے والدین، رشتہ داروں، اساتذہ اور مسلمانوں کے لئے گڑگڑا کر دُعا کریں۔ انشاءاللہ اس کیفیت کے ساتھ کی جانے والی دعا ضرور قبول ہوگی۔ دعا کی قبولیت میں جلدی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ دعا کی قبولیت کا وقت معین ہے اور نا اُمید بھی نہیں ہونا چاہئے اور یوں نہیں کہنا چاہئے کہ میں نے دعا کی تھی مگر قبول نہ ہوئی، اللہ تعالیٰ کے فضل سے نا امید ہونا مسلمان کا شیوہ نہیں۔ دعا کی قبولیت میں اللہ تعالیٰ کبھی کبھی مطلوب سے بہتر کوئی دوسری شیء انسان کو عطا فرماتا ہے، یا کوئی آنے والی مصیبت دور کر دیتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دعا مظہر عبدیت اور ایک اہم عبادت ہے۔ دعا مضطرب قلوب کے لئے سامان سکون، گمراہوں کے لئے ذریعۂ ہدایت، متقیوں کے لئے قرب الٰہی کا وسیلہ اور گناہگاروں کے لئے اللہ کی بخشش و مغفرت کی بادِ بہار ہے۔ اس لئے ہمیں دُعا میں ہرگز کاہلی وسستی نہیں کرنی چاہئے، یہ بڑی محرومی کی بات ہے کہ ہم دشمنوں سے نجات اور طرح طرح کی مصیبتوں کے دور ہونے کے لئے بہت سی تدبیریں کرتے ہیں مگر وہ نہیں کرتے جو ہر تدبیر سے آسان اور ہر تدبیر سے بڑھ کر مفید ہے (یعنی دعا)، اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس اہم اور مہتم بالشان عبادت کے ارکان و شرائط و واجبات و مستحبات کے ساتھ اور منہیات و مکروہات سے بچتے ہوئے اپنے خالق و مالک کے سامنے وقتاً فوقتاً خوب دعائیں کریں۔

جمعہ کے دن قبولیت دعا کا وقت کونسا ہے

حضرت ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے مجھ سے دریافت کیا کہ: تم

نے جمعہ کی ساعتِ قبولیت کے بارے میں اپنے والد صاحب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نقل کرتے ہوئے سنا ہے؟ تو میں نے کہا کہ ہاں! میں نے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قبولیت کا وہ وقت امام کے خطبہ دینے کے لئے بیٹھنے سے نماز مکمل ہونے تک ہے۔ (صحیح مسلم ۱/۲۸۱، سنن ابی داود ۱/۱۵۰)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جمعہ کے دن بارہ گھڑی (گھنٹے) ہیں (ان میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ) جو مسلمان بھی اس میں اللہ تعالی سے کوئی چیز طلب کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے وہ چیز ضرور بالضرور عطا فرماتے ہیں اس لئے اس وقت کو عصر کے بعد آخری گھڑیوں میں تلاش کرو۔ (سنن ابی داود ۱/۱۵۰)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جمعہ کے دن جس وقت قبولیت دعا کی امید ہے اسے عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک تلاش کرو۔ (سنن الترمذی ۱/۱۱۱)

جمعہ کے دن ایک ایسی مبارک گھڑی آتی ہے جس کا دورانیہ اگرچہ مختصر ہوتا ہے لیکن اس کی خصوصیت یہ ہے کہ بندہ اس مبارک لمحہ میں زبان سے یا دل ہی دل میں جو دعا کرتا ہے، اللہ تعالی اس کو قبول فرمالیتے ہیں۔

لیکن یہ مبارک گھڑی جمعہ کے دن کس وقت آتی ہے؟ اس سلسلہ میں ائمہ وشراح حدیث کے اقوال بہت مختلف ہیں، حافظ ابن حجرؒ نے ۴۳/اقوال نقل فرمائے ہیں اور پھر ان میں سے دو قول کو راجح قرار دیا ہے۔

پہلا وہ ہے جو حضرت ابوموسی اشعریؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ وہ مبارک وقت امام

کے منبر پر بیٹھنے سے نماز مکمل ہونے کے درمیان میں ہوتا ہے، محب طبری نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں وارد احادیث میں سب سے صحیح یہی ابوموسی اشعری کی حدیث ہے، اور بیہقی، ابن العربی، قرطبی، نووی اور ایک پوری جماعت اسی کے صواب ہونے کی قائل ہے۔

اور دوسرا راجح قول یہ ہے کہ وہ وقت عصر کے بعد آخری ساعتوں میں ہوتا ہے، یہ قول اس باب کا سب سے مشہور قول ہے، ابوسلمہ بن عبدالرحمنؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کی ایک جماعت نے اس وقت کے سلسلہ میں مذاکرہ کیا تو وہ بھی اسی موقف پر متفق ہو کر اٹھے کہ وہ جمعہ کی دن کی آخری ساعت ہے۔

بعض ائمہ نے ان دونوں اقوال میں جمع کی کوشش کی ہے، چنانچہ ''ابن قیمؒ'' فرماتے ہیں کہ اجابتِ دعا انہی دو وقتوں میں سے کسی ایک میں منحصر ہے، اور اس میں کوئی تعارض نہیں ہے ،اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک کے بارے میں اور کبھی دوسرے کے بارے میں خبر دی ہو؛ اس لئے ان دونوں وقتوں میں اہتمام سے دعا کرنی چاہئے۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے ان دونوں وقتوں کے درمیان اجابتِ دعا کے منحصر ہونے پر بہت لطیف اور چشم کشا دلیل سے استدلال کیا ہے، ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ: اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے دنیا کی تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر اپنی لطیف حکمت سے ہر نوع کے بعض افراد یا شخص کے بعض اجزاء کو منتخب فرمایا اور اللہ تعالی کے انتخابات کے استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی جب بھی کسی شئ کے بعض حصہ کا انتخاب کرتے ہیں تو اس کو تین حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور اکثر اس کا آخری ثلث منتخب فرماتے ہیں، چنانچہ رات کا تیسرا پہر، دن کا تیسرا حصہ جس کی بناء پر عصر کی نماز کی محافظت کی تاکید آئی ہے، سال کی آخری تہائی جس کا

آغاز رمضان سے ہوتا ہے اور اسی میں حج کے دو ماہ بھی ہیں، رمضان کا ثلثِ اخیر، اور اس میں بھی ۲۷ رمضان سے اخیر کے تین دن بطور خاص اہم ہیں اسی طرح یومِ جمعہ کی آخری تہائی منتخب کی گئی ہے جس کا آغاز امام کے خطبہ دینے کے لئے بیٹھنے سے یعنی زوال کے بعد سے ہوتا ہے اور دن کے آخری حصہ تک رہتا ہے اور اس کی بھی آخری تہائی یعنی عصر کے بعد کی آخری ساعتیں اپنے اوائل کے مقابلہ میں اجابتِ دعا کا بہتر مظان ہے۔

اور ملا علی قاریؒ نے اس مبارک ساعت کو پانے کے دو طریقے ذکر فرمائے ہیں:

(۱) ایک جماعت بنالی جائے اور جمعہ کے پورے دن کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے تمام افراد کو الگ الگ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ہر شخص اپنے اپنے وقت میں اپنے لئے اور پوری جماعت کے لئے دعا کرے۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جمعہ کی فجر سے غروبِ شمس تک دعا کا قلبی طور پر استحضار رکھا جائے اور دعا کے لئے تلفظ شرط نہیں ہے اس لئے خطبہ کے وقت بھی یہ قلبی استحضار جاری رکھا جا سکتا ہے۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ: ظاہر یہ ہے کہ اجابتِ دعا کا یہ وقت ایک لطیف ساعت ہے جس کا وقت شہروں اور خطباء کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے اس لئے کہ دنیا میں ایک ہی وقت میں کہیں دن ہوتا ہے، کہیں رات ہوتی ہے اور اسی طرح کہیں ظہر کا وقت ہے تو کہیں عصر کا، کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ سورج کا ایک درجہ حرکت کرتا ہے تو ایک قوم کے یہاں وہ طلوع ہوتا ہے تو دوسروں کے یہاں غروب ہوتا ہے۔ (تلخیص وترجمانی از فتح الباری ۲/ ۵۲۷، عمدۃ القاری (۹۳۵) فتح الملہم ۲/ ۳۹۳۔ ۳۹۵، مرقاۃ ۳/ ۴۰۲۔ ۴۰۴، مرعاۃ المفاتیح ۵/ ۴۸۲۔ ۴۸۵، بذل ۵/ ۱۷۔ ۲۴، ردالمحتار علی الدر المختار ۳/ ۳۹۔ ۴۰)

اللہ ورسول سے حقیقی محبت کا رنگ اوراس کا تقاضہ

عبدالرحمن بن ابی قراد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن وضو کیا تو آپ کے صحابہ وضو کا پانی لے لے کر (اپنے چہروں اور جسموں پر) ملنے لگے آپ نے فرمایا تم کو کیا چیز اس فعل پر آمادہ کرتی ہے اور کون سا جذبہ تم سے یہ کام کراتا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ اللہ اوراس کے رسول کی محبت! ان کا یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا: جس شخص کی یہ خوشی ہو، اور وہ یہ چاہے کہ اس کو اللہ ورسول سے حقیقی محبت ہو، یا یہ کہ اللہ ورسول اس سے محبت کریں تو اس کو چاہئے کہ جب وہ بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے، اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو ادنی خیانت کے بغیر اس کو ادا کرے اور جس کے پڑوس میں اس کا رہنا ہو اس کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان ۲/۲۰۱ رقم الحدیث ۱۵۳۳)

دعا کا طریقہ

بزرگوں نے دعا کا طریقہ تعلیم فرمایا ہے کہ شروع اور آخر میں درود شریف پڑھ کر دعا مانگنی چاہئے۔ شیخ ابوسلمان دارانی (عبدالرحمن شامی متوفی ۲۱۵ھ) نے فرمایا جب تم اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کی دعا مانگو تو اس سے پہلے رسول اللہؐ پر درود وسلام بھیجو پھر جو چاہتے ہو دعا مانگو اور آخر میں پھر درود وسلام بھیجو۔ اسلئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ حسب وعدہ اپنے کرم سے ان دونوں درودوں کو تو قبول فرمائیں گے ہی اور یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ ان کے درمیان کی دعا چھوڑ دیں اور قبول نہ فرمائیں۔

سب سے زیادہ درود پڑھنے والا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو

شخص مجھ پر ہزار بار درود بھیجے، نہ مرے گا جب تک اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لے۔ (زادالسعید)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تھا پس ایک آدمی آیا اور سلام کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور خندہ پیشانی کا اظہار فرمایا، پس جس وقت اس نے اپنی ضرورت پوری کر لی اٹھ کھڑا ہوا بس سرور کائنات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے (صدیق اکبر سے) فرمایا کہ یہ وہ آدمی ہے۔ جس کو روزانہ ساری زمین والوں کے برابر بلندی دی جاتی ہے۔ میں نے عرض کی یہ کیسے؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھی یہ شخص صبح کرتا ہے تو مجھ پر ایسا درود پڑھتا ہے جو ساری مخلوق کے درجہ کے برابر ہے۔

نیک اولاد کیلئے پیغمبروں کی دعا

چنانچہ پیغمبروں نے بھی اس سلسلہ میں دعائیں کی ہیں، بعض نبیوں نے جن کے یہاں اولاد نہیں تھیں، انہوں نے تمنا کی کہ: ''رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ''

(۱) اے اللہ! مجھے نیک اولاد عطا فرما، تو یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے، اور جس کو اللہ تعالی چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتا ہے'' لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثاً وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ. اَوْيُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَاناً وَّاِنَاثاً وَّيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاءُ عَقِيماً اِنَّهُ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ''

(۲) اللہ تعالی ہی کے بس کی بات ہے، اور اللہ تعالی ہی کی قدرت ہے کہ وہ جو چاہے پیدا کرے اور جس کو جو چاہے عطا کرے، اسی لیے اللہ تعالی کسی کو لڑکیاں عطا کرتا ہے، اور کسی کو صرف لڑکے عطا کرتا ہے، اور کسی کو جڑواں بیٹے عطا کرتا ہے اور کسی کو جڑواں بیٹیاں عطا

کرتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ بانجھ بھی بنا دیتا ہے، عورت کو بانجھ بنا دیتا ہے تو اس کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی یا مرد کو بانجھ بنا دیتا ہے، تو اس کی اولاد نہیں ہوتی، یہ سب تو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے، اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کس کو کیا دینا ہے اور کس کو نہیں دینا ہے، اور وہی قدرت رکھنے والا ہے، اور یہ سب اس کے ہاتھ میں ہے کہ کس کو لڑکا دینا ہے، کس کو لڑکی دینی ہے، کس کو نہیں دینا ہے اور کس کو ڈبل دینے ہیں، یہ سب اس کا نظام ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا بیٹے کیلئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کے لیے دعا مانگی، قرآن کریم نقل کرتا ہے۔

''**وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ**'' حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا کرتے ہیں کہ اے میرے پروردگار، اے میرے خدا، اے میرے اللہ! اس شہر کو امن والا بنا دے، مجھے اور میرے بچوں کو اس بات سے محفوظ رکھ کہ ہم بتوں کی پوجا کریں اور ہم بتوں کی عبادت کریں، میری بھی حفاظت کر اور میرے بچوں کی بھی، کیونکہ ''**رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ**'' ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے ''**فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي**'' تو جس نے میری بات مانی وہ مجھ میں سے ہے ''**وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ**'' اور جس نے میری نافرمانی کی یا میری بات نہ مانی، بے شک تو ہی بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

''**رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ**'' اے میرے پروردگار! اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے بچے اسماعیل کو یہاں پر تیرے گھر کے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایسی وادی کے اندر، ایسی جگہ پر جو غیر آباد، جہاں نہ کھیتی، نہ باڑی، نہ ہریالی نہ کوئی چرند و پرند، نہ

کوئی جانور اور نہ کوئی زندہ رہنے والی چیز، ایسی جگہ پر جس کو وادی غیر ذی زرع کہا جاتا ہے
''عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ '' تیرے محترم اور مقدس گھر کے پاس، تاکہ یہ آپ کی عبادت
کریں ''رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ '' اور
لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف متوجہ کردے تاکہ لوگ ان کی طرف آئیں ''وَارْزُقْهُمْ مِّنَ
الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ''۔

(۱) اور تو ان کو پھل فروٹ بھی یہاں عطا فرما تاکہ یہ تیرا شکر ادا کریں، یہ سب دعائیں
مانگ رہے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کس کے لیے؟ اولاد کے لیے، اپنے بیٹے کے لیے۔
پھر آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں، جس کو قرآن میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا
ہے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحَاقَ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ
الدُّعَاءِ، رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ''

(۲) ساری تعریفیں اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق
دیا اور میرا رب تو سننے والا ہے، دعا کو قبول کرنے والا ہے، اے میرے پروردگار مجھے اور
میری اولاد کو نماز قائم کرنیوالا بنا، اور اے اللہ ہماری دعا بھی قبول فرما، یہ سب دعائیں مانگ
رہے ہیں، تو ان سب دعاؤں کا منشاء، ان سب دعاؤں کا مقصد یہ ہے کہ ان کی اپنی اولاد اور
اپنی بیوی بچوں کو راحت وسکون حاصل ہو جائے، اس لیے اپنی بیوی بچوں کے آرام کی خاطر
پیغمبر ان کی ایک ایک چیز کا خیال کر کے دعائیں مانگ رہے تھے، انسان کا ایک فریضہ
بنتا ہے کہ اپنی اولاد کی اچھے انداز سے تربیت کرے، تاکہ وہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے
اور اسلام نے اس کی تعلیم دی ہے۔ (ماں باپ اور اولاد کے حقوق، ص/32)

اللہ کافر اور ظالم کی دعا بھی سنتا ہے

فرعون اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی میں تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں۔ جو اس کی ربوبیت اور خدائی کا اقرار نہیں کرتا تھا اس کو قتل کرڈالتا تھا اور سخت سے سخت سزائیں دیا کرتا تھا وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ فرعون میخیں اور کیلیں جسموں میں ٹھونک دیا کرتا تھا یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَ کُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَ کُمْ بنی اسرائیل میں جو لڑکے پیدا ہوتے تھے ان کو ذبح کردیا کرتا تھا اور جو لڑکیاں ہوتیں ان کو زندہ رکھتا تھا۔ تاکہ ان سے کام کاج لے اور باندی بنا کر رکھے، ایک مرتبہ اس کی قوم نے اس سے کہا کہ آپ تو خدا اور معبود ہیں بارش برسادیجئے، قحط پڑا ہوا ہے بارش کی سخت ضرورت ہے، فرعون نے رات کے وقت میں جب دیکھا کہ پورا شہر سورہا ہے تو گھوڑے پر سوار ہوا اور سرپٹ دوڑتا ہوا جنگل کی طرف گیا اور ایک سنسان پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا اور اپنے تاج کو پھینک دیا اور کہا الٰہ العالمین! میرے جیسے ہزار فرعون بھی پیدا ہوجائیں تو بھی تیری خدائی میں کوئی کمی آنے والی نہیں ہے اے اللہ! مخلوق سخت پریشان ہے بارش برسادے۔ ابھی فرعون نیچے بھی نہیں اترا تھا کہ بارش ہوگئی لوگ خوش ہوگئے کہ فرعون نے بارش برسادی حالانکہ بارش برسانے والی ذات اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ہے۔

عورت کی دعا قبول ہوتی ہے

عورت کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھی ہے کہ جس چیز کے لئے بھی وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کردے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔ ذیل کے چند واقعات سے اس بات کی تائید وتوثیق کی جاسکتی ہے۔

حضرت خولہ بنت مالک بن ثعلبہ رضی اللہ عنہا جو ایک صحابیہ ہیں ایک مرتبہ ان کے شوہر حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے ان سے صحبت کا ارادہ کیا تو انہوں نے انکار کر دیا، جس پر حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے اور ''**اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ**'' (تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے) کہہ کر ظہار کرلیا۔ اس وقت ظہار جاہلیت کے طلاق میں شمار کیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ اپنی حرکت پر بہت نادم و شرمندہ ہوئے اور حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بھی سخت پریشان ہوئیں، چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا پورا ماجرہ سنایا چونکہ ابھی تک اس کی (یعنی ظہار) کی بابت قرآن مجید میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا، اس لئے جاہلی اصول و ضابطہ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ظہار کو طلاق ہی سمجھا اور حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''تم اپنے شوہر کے لئے حرام ہو'' ۔تفسیر احسن البیان کی روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ پر توقف فرمایا، جس پر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث و تکرار کرنے لگیں، اور اپنے مسئلہ کے حل کے لئے رونے اور عاجزی کرنے لگیں، چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورہ مجادلہ کا نزول فرما کر ان کے مسئلہ کو حل کر دیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کی دعاء کا اثر

امام بخاریؒ کی آنکھیں صغر سنی میں خراب ہو گئی تھیں، بصارت جاتی رہی۔ اطباء علاج سے عاجز آ گئے، ایک رات حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ تمہارے رونے اور دعا کرنے کی وجہ سے تمہارے بیٹے کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے درست کر دیں، وہ کہتی ہیں کہ جس شب کو میں نے

خواب میں دیکھا اس کی صبح کو میرے بیٹے (محمد) کی آنکھیں درست ہوگئیں اور روشنی پلٹ آئی اور وہ بینا ہو گئے۔ چنانچہ ابو علی غسانی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں۔

''کان محمد بن اسماعیل قد ذھب بصرہ فی صباہ، وکانت لہ والدۃ متعبدہ فرأت ابراھیم علیہ السلام فی المنام، فقال لھا: ان اللہ تبارك وتعالیٰ قد رد بصر ابنك بکثرۃ دعائك وبکائك قالت فاصبحت وقد رد اللہ علیہ بصرہ۔

صاحب سیرت بخاری رقمطراز ہیں: افسوس بینائی جانے کی کیفیت اور اس کا سبب مفصل معلوم نہ ہوسکا، لیکن بعد پلٹنے کے اس بینائی کی قوت اس درجہ پہونچی کہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے چاندنی راتوں میں ''تاریخ کبیر'' کا مسودہ لکھا۔ (سیرت بخاری، ص: ۴۲، مولفہ علامہ عبد السلام صاحب مبارکپوری)

یہ ہے ایک ماں کی روپ میں ایک عورت کے زبان کی تاثیر کہ ایک ناممکن چیز بھی ممکن ہوجائے، یعنی حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بینائی ختم ہوگئی تھی، اطباء علاج سے عاجز آگئے تھے، بینائی کے واپس ہونے کی بظاہر کوئی آثار نہیں تھے، لیکن حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے اپنی زبان اور دعاؤں میں ایسی تاثیر پیدا کی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ عورت کی دعا کو شرف قبولیت بخشا ہے اسی طرح اس کی بددعا کو بھی قبول فرماتا ہے۔ (اسلام میں عورت کی عظمت، ص/275)

حضرت جریج کی والدہ کی بددعاء کا اثر

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مہد اور گہوارہ میں تین بچوں نے گفتگو کی۔ (ایک) حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں اور

(دوسرے) جریج ہیں۔ جریج ایک عابد وزاہد آدمی تھے۔ انہوں نے ایک عبادت خانہ بنا رکھا تھا اور اسی میں ہمیشہ عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ (ایک مرتبہ) اسی میں تھے کہ ان کی والدہ (ان سے ملنے) آئیں اور وہ نماز پڑھ رہے تھے، والدہ نے کہا اے جریج! جریج نے کہا کہ اے میرے رب! میری ماں اور میری نماز (یعنی میں نماز میں ہوں، میری ماں مجھے آواز دے رہی ہے، میں کس کو اختیار کروں چنانچہ) وہ اپنی نماز میں مصروف رہے۔ وہ لوٹ گئیں دوسرے دن پھر آئیں تو اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے، والدہ نے جریج کو آواز دی مگر انہوں نے نماز ہی کو اختیار کیا۔ چنانچہ والدہ نے آواز دی۔ اے جریج اس بار بھی انہوں نے نماز کو ترجیح دی۔ چنانچہ ان کی والدہ نے بد دعا کی کہ اے اللہ! اس کو اس وقت تک موت نہ دے جب تک کہ یہ فاحشہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے یعنی ان کے ذریعہ بدنام وذلیل و رسوا نہ ہوجائے۔ (بعض روایتوں میں ہے کہ اگر ان کی والدہ ان کے حق میں یہ بد دعا کر دیتیں کہ وہ اس فتنہ یعنی بدکاری میں مبتلا ہوجائیں تو وہ ضرور ہوجاتے۔) بنی اسرائیل میں حضرت جریج اور ان کی عبادت کا بڑا چرچا تھا۔ (بنی اسرائیل میں) ایک فاحشہ عورت تھی جس کے حسن وخوبصورتی کی مثال دی جاتی تھی۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اس (جریج) کو فتنہ میں مبتلا کردوں چنانچہ اس نے اپنے آپ کو جریج پر پیش کیا مگر وہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ وہ ایک چرواہے کے پاس آئی جو جریج کے عبادت خانہ میں رہتا تھا اور اپنے آپ کو اس چرواہے کے حوالے کر دیا (جس کی وجہ سے وہ حمل سے ہوگئی) جب بچہ جنا تو کہا کہ یہ بچہ جریج کا ہے۔ لوگ جریج کے پاس آئے اور ان کو عبادت خانہ سے نیچے اتارا اور ان کے عبادت خانہ کو منہدم کر دیا اور ان کو مارنے لگے۔ جریج نے کہا کہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا

کہ تم نے اس فاحشہ سے بدکاری کی ہے اور تمہارے ذریعہ سے بچہ پیدا ہوا ہے۔ جریج نے کہا کہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ بچے کو ان کے پاس لائے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے نماز پڑھنے دو۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو بچے کو لے کر اس کے پیٹ میں ہلکی سی مار ماری اور پوچھا کہ اے بچہ تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے کہا کہ (میرا باپ) فلاں چرواہا ہے۔ (یہ جان لینے کے بعد کہ جریج بدکار نہیں ہیں) لوگ ان کا بوسہ لینے لگے۔ ان کو چھونے لگے اور کہا کہ ہم آپ کے عبادت خانہ کو سونے سے بنا دیں، جریج نے کہا کہ سونے کی بنانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اسے ویسے ہی مٹی سے بنا دو جیسے پہلے تھا۔ چنانچہ لوگوں نے عبادت خانہ مٹی سے بنا دیا۔

مذکورہ واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ماں کے روپ میں ایک عورت کی زبان میں کتنی تاثیر ہوتی ہے کہ دعا تو دعا اگر وہ اپنی اولاد کے لئے بد دعا بھی کر دے تو اسے بھی اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتا ہے۔ ایک عورت کے لئے اس سے بڑھ کر خوش نصیبی اور شرف و منزلت کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعہ اس امت کی ایک عظیم و جلیل القدر خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سلام بھیجا تھا۔ جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔

تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی دعا افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی دعا، تیسرے مظلوم کی دعا جس کو حق تعالیٰ شانہٗ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر ہو جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرما دیتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ کر روزہ داروں کی دعا پر آمین کہا کرو۔ بہت سی روایات سے رمضان کی دعا کا خصوصیت سے قبول ہونا معلوم ہوتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب اللہ کا وعدہ ہے اور سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نقل کیا ہوا ہے تو اس کے پورا ہونے میں کیا اشکال ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی بعض لوگ کسی غرض سے دعا کرتے ہیں مگر وہ کام نہیں ہوتا تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ دعا قبول نہیں ہوئی بلکہ دعا قبول ہونے کے معنی سمجھ لینا چاہیئے۔

حضرت عمرؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رمضان المبارک میں اللہ کو یاد کرنے والا شخص بخشا بخشایا ہے اور اللہ سے مانگنے والا نامراد نہیں رہتا۔

حضرت ابن مسعودؓ کی ایک روایت سے ترغیب میں نقل کیا ہے کہ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے تلاش کرنے والے متوجہ ہو اور آگے بڑھ اور اے برائی کے طلب گار بس کر اور آنکھیں کھول۔ اس کے بعد وہ فرشتہ کہتا ہے کہ کوئی مغفرت کا چاہنے والا ہے کہ اس کی مغفرت کی جائے، کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کیا جائے،، کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے، کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے، اس کے بعد یہ بات بھی نہایت ضروری اور قابل لحاظ ہے کہ دعا کے قبول ہونے کے لئے کچھ شرائط بھی ہیں ان کے فوت ہونے سے بسا اوقات دعا رد کر دی جاتی ہے۔ ان میں سے حرام غذا بھی ہے کہ اس کی وجہ سے دعا رد ہو جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے پریشان حال آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور یا رب یا رب

کرتے ہیں مگر کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، ایسی حالت میں کہاں دعا قبول ہو سکتی ہے۔

حسن بصریؒ کو حضرت عمرؓ کی دعا

حسن بصریؒ کی والدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھی، انہوں نے حسن بصریؒ کی ماں کو بتایا،''کہ اس بچے کو حضرت عمرؓ کے پاس دعا کیلئے لے جاؤ، وہ حسن بصریؒ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئی تو حضرت عمرؓ نے دعا کی''**اَللّٰھم فَقِّھْهُ فِي الدِّيْنِ وَحَبِّبْهُ إِلَى النَّاسِ وَاجْعَلْهُ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ**''

اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما اور اس کو لوگوں کا محبوب بنا اور اس کو اپنی بہت ساری مخلوق پر فوقیت عطا فرما) حضرت عمرؓ کی دعا قبول ہوئی ہے، پہلی دعا **اَللّٰھم فَقِّھْهُ فِي الدِّين** کا تجربہ کریں تو ثمرہ یہ ہے کہ حسن بصریؒ کے فقہی اقوال سات جلدوں میں جمع کیے گئے۔

دوسری دعا **وَحِبّبه إِلَى النَّاس** کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ حجاج بن یوسف نے آپ کو کئی دفعہ طلب کیا تا کہ اسکو سخت سے سخت سزا دے لیکن حسن بصریؒ جب دربار میں حاضر ہوتے تو حجاج کھڑے ہوتے اور منہ بند ہو جاتا اور کہتے تھے:''**أَنْتَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ**''(آپ مجھے لوگوں میں سے سب سے زیادہ عزیز ہو)

اسی طرح حضرت حسن بصریؒ کو اپنے ساتھیوں پر فوقیت بھی حاصل تھی۔ایک دفعہ ایک عورت نے تحفہ بھیجا اور خادم سے کہا،''کہ یہ حسن بصریؒ کو دے دیں،''خادم نے کہا،''کہ میں حسن بصریؒ کو کس طرح پہچانوں گا؟''تو فرمایا''سب سے جو خوبصورت ہو وہ حسن بصری ہوگا''عالم کو چاہیے کہ اس کے پاس جب کوئی اپنا بچہ دعا کیلئے لے آئے تو اس کو حضرت عمر والی دعا دیدے، قرآن مجید کا کچھ حصہ بالخصوص آخری تین سورتیں پڑھ کر دم کرنا چاہیے۔(شیر علی شاہ المدنی کی درسگاہ میں)

اہمیت دعاء سے متعلق چند احادیث

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنَ الدُّعَاءِ مِنْكُمْ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْإِجَابَةِ (ابن ابی شیبہ: ۷/ ۲۳)

(یعنی جس کے لیے تم میں سے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا، اس کے لیے قبولیت کے دروازے کھول دیئے گئے۔

مطلب یہ ہے کہ جس آدمی کو دعا کی توفیق مل گئی، اس کے لیے قبولیت کے دروازے کھول دیئے گئے اور ظاہر ہے کہ جس کے لیے قبولیت کے دروازے کھول دیئے گئے، اس کی عبادات بھی اور دعائیں بھی قبول کی جائیں گی، ورنہ قبولیت کے دروازے کیوں کھولے جاتے؟ دعا کی اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت چاہیے۔

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ۔

(یعنی دعا ان مصائب و پریشانیوں کے لیے بھی نفع دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہیں اور ان مصائب کے لیے بھی جو نازل نہیں ہوئیں، لہٰذا اے اللہ کے بندو! تم پر دعا لازم ہے) (ترمذی: ۳/ ۳۹)

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو بلا نازل ہو گئی دعا کرنے سے وہ یا تو اٹھالی جاتی ہیں یا صبر کی توفیق دے دی جاتی ہے، جس سے اس کو سہنا آسان ہو جاتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا یا اس سے راضی ہو جاتا ہے، حتی کہ کبھی اس بلا سے اس کو لذت حاصل ہوتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح: ۱۷/ ۳۴)

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَعِمَادُ الدِّيْنِ وَنُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ۔

(الحاکم: ۱/ ۶۶۹، مسند الفردوس: ۲/ ۲۲۳)

یعنی دعا مومن کا ہتھیار اور دین کا ستون اور آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

اس حدیث میں دعا کو مومن کا ہتھیار فرمایا، کیوں کہ جس طرح ہتھیار سے انسان اپنے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے، اسی طرح مومن دعا کے ذریعہ بلاؤں اور مصیبتوں؛ نیز وسوسوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ دعا بلا کو رد کر دیتی ہے، وسوسوں کو ختم کر دیتی ہے، شیطان کو بھگا دیتی ہے۔ اسی طرح اس کو دین کا ستون کہا گیا ہے، کیوں کہ دعا کے ذریعہ آدمی اپنے دین کو مضبوط کرتا ہے، پھر اس سے یعنی دین سے زمین و آسمان میں نور پھیلتا ہے، لہٰذا آخری جملہ میں اس کو "**نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**" فرمایا۔

(۴) طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ دعا میں الحاح یعنی اصرار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۹۵)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو دعا پسند ہے، پھر دعا میں اصرار و تکرار بھی پسند ہے کہ مسلسل اور لگاتار کرتا رہے۔

حق تک پہنچنے کے لئے حتی الامکان دعاء ضروری اور کافی ہے

ایک نومسلم کا بیان ہے کہ جب میں نے مذہب حق کو تلاش کرنا شروع کیا تو مجھے ہر مذہب میں حق کی جھلک نظر آتی تھی جس سے میں پریشان ہو گیا آخر میں نے یوں دعا کی کہ اگر آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا کوئی ہے تو میں اس سے دعا کرتا ہوں کہ مجھ پر حق واضح ہو جائے بس یہ دعا کرتے ہوئے دو چار دن نہ گزرے تھے کہ اسلام کا حق ہونا مجھے واضح ہو گیا، اگر دعا کے بعد بھی کسی پر حق واضح نہ ہو جب بھی اس کو ترک نہ کرے کیوں کہ اس وقت دعا کا یہی فائدہ ہوگا کہ اس سے دل میں قوت پیدا ہوگی، قلب کو راحت و سکون ہوگا اور یہ بھی مطلوب ہے۔

اور دعاء سے راحت قلب ضرور حاصل ہوتی ہے میں اس پر حلف کرسکتا ہوں نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" علاوہ قوت قلب کے اس میں ایک نفع یہ ہے کہ یہ شخص حق تعالیٰ کے یہاں معذور سمجھا جائے گا کیونکہ جب اس سے سوال ہوگا کہ تم نے حق کا اتباع کیوں نہیں کیا؟ یہ کہہ دے گا کہ میں نے طلبِ حق کے لئے بہت سعی کی اور اللہ تعالیٰ تو ایک ہی تھے میں نے ان سے بھی عرض کردیا تھا کہ مجھ پر حق واضح کردیا جائے اب میں دوسرا ہادی کہاں سے لاتا اور یہ بات میں نے علی سبیل التنزیل کہی ہے کہ اگر دعا کے بعد بھی حق واضح نہ ہوا تو قلب کو قوت تو حاصل ہوگی اور خدا کے یہاں معذور تو ہوجائے گا، ورنہ عادۃ اللہ یہی ہے کہ جو شخص دل سے دعا کرتا ہے وضوح حق اس پر واضح ہو ہی جاتا ہے اس کے خلاف ہوتا ہی نہیں پس دعاء کو ہرگز ترک نہ کیا جائے۔ (التکشف عن مہمات التصوف ص۲۳۰۶ الارتیاب والاغتیاب ملحقہ اصلاح اعمال ص ۵۱۰)

دُعاء اللہ کا حکم ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ} مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا عبادت کا مغز ہے۔

اور فرمایا: مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔

حق تعالیٰ سبحانہ کی اپنے بندوں پر کتنی رحمت ہے کہ وہ مانگنے سے خوش ہوتے ہیں، انسان سے کوئی چیز مانگو تو وہ ناخوش ہوتا ہے۔ قرآن پاک اور حدیث شریف میں دعا کی خاص ترغیب دی گئی اور دعا کی بڑی تاثیر بیان کی گئی ہے۔ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ۔ تقدیر کو صرف دعا ہی ہٹاتی ہے۔

اور فرمایا: احتیاط وتدبیر سے تقدیر نہیں ٹلتی دعا سے موجودہ مصیبت اور آئندہ دونوں دور ہو جاتی ہیں۔

آج ہمارے مصائب کے اگرچہ بہت سے اسباب ہیں، مگر ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ہم ہر کام میں کوشش اور تدبیر پر اعتماد کرتے ہیں اور جس پر اعتماد کرنا چاہیے تھا اس کو بھول جاتے ہیں۔ جو زمین وآسمان کا مالک ہے، جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے، اس کی طرف دل سے توجہ نہیں کرتے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: **{وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ}** مسلمانوں کو اللہ ہی کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

ہر وقت ہر کام میں ظاہری اسباب کے ساتھ ساتھ آپ کا دل خدا کی طرف لگا ہوا ہو۔ آپ زبان سے بھی پورے یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنے مقصد کی کامیابی کے لیے دعا مانگیں تو آپ کا مقصد ان شاء اللہ پورا ہوگا خواہ وہی چیز آپ کو مل جائے یا اس سے بہتر مل جائے یا اس دعا کی برکت سے آپ کی کوئی مصیبت دور ہو جائے۔ سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی پر اگر آپ سرسری نظر ڈالیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ ہر چیز خدا سے مانگ رہے ہیں، ہر کام میں خدا کی ذات پر اعتماد ہے، ہر کام میں اسی کے نام سے شروع کرنے کی ہدایت ہے۔ اُٹھنا بیٹھنا کھانا پینا، سونا جاگنا، چلنا پھرنا سب خدا کے نام کے ساتھ ہے۔ ہر کام کرنے اور مختلف اوقات میں پڑھنے کے لیے عام اور خاص دعائیں ہم کو آپ نے بتائی ہیں۔ جو دعائیں حدیث میں آئی ہیں ان کو اَدعیۂ ماثورہ کہتے ہیں، ان مختصر کلمات میں بڑی برکت ہے۔

احادیث میں ایسی دعاؤں کا بڑا ذخیرہ ہے اور بعض علُما نے ان کو مستقل کتابوں میں جمع کر دیا ہے جیسے حِصْنِ حَصِین، مُناجاتِ مَقْبُول وغیرہ۔ ہم ان میں سے چند مختصر دعائیں جو صبح

شام اور دوسرے خصوصی اوقات میں پڑھنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں نقل کرتے ہیں تاکہ جو لوگ سب نہیں پڑھ سکتے وہ کم از کم ان کو ہی پڑھ لیا کریں اور بچوں کو بھی یاد کرادیں اور ان کو ہدایت کی جائے کہ ان خاص اوقات میں اور کاموں کے شروع میں یہ دعائیں پڑھا کریں تاکہ شر اور فتنہ سے محفوظ رہیں اور کام میں برکت ہو۔

کسی عظیم نیکی کے وسیلہ سے دعاء

رسول اکرم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے:

تین مسافر پچھلی امتوں میں کسی امت میں محو سفر تھے، اتنے میں موسلا دھار بارش برسنے لگی، تینوں نے بھاگ کر ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی، اتنے میں ایک چٹان اوپر سے ایسی گری کہ اس سے غار کا منہ بند ہو گیا، وہ تینوں بے کسی اور اضطراب کی ناقابل بیان کیفیت میں مبتلا ہو گئے، موت انہیں آنکھوں کے سامنے نظر آ رہی تھی، ہر ایک نے اپنے ہاتھ خدا کی بارگاہ میں اٹھادئے اور کہا کہ ہمیں اپنی خالص نیکی کا واسطہ دے کر اللہ سے التجاء کرنی چاہئے۔

ایک نے کہا: خدایا! تو جانتا ہے کہ میرے والدین بوڑھے تھے، اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے، میں بکریاں چراتا تھا، انہیں پر ہماری روزی کا سہارا تھا، میں شام کو جب بکریاں لے کر گھر آتا تھا تو دودھ دوہ کر سب سے پہلے اپنے والدین کو پیش کرتا تھا، پھر اپنے بچوں کو پلاتا تھا، ایک دن ایسا ہوا کہ میں بکریاں چرانے دور چلا گیا، واپس ہوا تو والدین سو چکے تھے، میں دودھ لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا، نہ ان کو جگاتا تھا کہ ان کے آرام میں خلل آجاتا اور نہ ہٹتا تھا کہ خدا جانے کس وقت ان کی آنکھیں کھلیں اور دودھ مانگیں، بچے بھوک کے مارے بے تاب تھے، مگر مجھے یہ گوارا نہ تھا کہ بچے والدین سے پہلے سیر ہوں،

میں نے اسی عالم میں رات گذار دی، خدایا! اگر تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ کام تیری خوشنودی کے لئے کیا تو اس چٹان کو اس غار کے منہ سے ہٹادے، یہ کہنا تھا کہ چٹان تھوڑی سی سرک گئی۔

دوسرے نے کہا: بار الٰہا! میری ایک چچا زاد بہن تھی جس سے میں بے پناہ محبت کرتا تھا، میں نے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا؛ لیکن جب تک میں اسے ۱۰۰/دینار نہ دے دوں وہ راضی نہیں ہوئی، میں نے ۱۰۰/دینار کما کر جمع کئے اور اس کو دے کر اپنی خواہش نفسانی پوری کرنی چاہی؛ لیکن اس نے کہا کہ اے بندۂ خدا! اللہ سے ڈرو، میں فوراً رک گیا، خدایا! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے صرف تیری مرضی کے لئے ایسا کیا ہے تو یہ چٹان ہٹادے، چناں چہ وہ چٹان مزید کھسک گئی۔

تیسرے نے کہا: اے میرے پروردگار! میرا ایک مزدور تھا، اس نے پورا کام کیا، پھر مزدوری لئے بغیر چلا گیا، میں نے اس کی مزدوری کی رقم کاروبار میں لگادی، اس سے بڑا نفع ہوا، پھر وہ آیا تو میں نے سب کچھ اس کے حوالے کردیا، خدایا! میرا یہ عمل اگر تیری رضا کے لئے تھا تو یہ چٹان ہٹادے، چناں چہ وہ چٹان ہٹ گئی، اور وہ تینوں بحفاظت باہر نکل آئے۔ (صحیح بخاری: کتاب الادب: باب اجابۃ دعاء من بر والدیہ)

حضرت سارہؓ کی بددعاء سے بادشاہ کا سانس پھول گیا

حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابراہیم ؑ اور ان کی زوجہ حضرت سارہ کا عجیب واقعہ بیان فرمایا ہے:

حضرت ابراہیم ؑ نے اپنی اہلیہ حضرت سارہؓ کے ساتھ عراق سے ہجرت فرمائی، دورانِ سفر ایسے علاقے میں آئے جہاں انتہائی عیاش اور ظالم بادشاہ رہا کرتا تھا، اس کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ اس کے علاقے میں آتا تھا اور وہ بیوی

اسے پسند آجاتی تھی، تو وہ شوہر کا کام تمام کر کے بیوی کو اپنے قبضے میں کر لیتا تھا۔ حضرت ابراہیم
ں سے بھی دریافت کیا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ اب اگر وہ یہ بتاتے کہ میری بیوی ہے تو
جان کا خطرہ تھا؛ اس لئے انہوں نے کہا کہ یہ میری بہن ہے، پھر حضرت سارہؓ سے کہا کہ اگر چہ تم
بیوی ہو؛ لیکن میں نے بہن اس لئے کہا کہ اس وقت روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی
مؤمن نہیں ہے، تو دینی اعتبار سے ہم بھائی بہن ہیں، پھر اس کے بعد حضرت سارہؓ کو بادشاہ کے
پاس لے جایا گیا، بادشاہ بری نیت سے ان کی طرف لپکا، انہوں نے فوراً نماز شروع کر دی اور خدا
سے دعا کرنے لگیں: خدایا! میرا آپ پر اور آپ کے رسول پر ایمان ہے، اور میں نے اب تک
اپنے گوہر عفت کی حفاظت کی ہے، اس بد بخت کافر کو مجھ پر مسلط نہ فرمائیے، اس دعا کے نتیجہ میں
بادشاہ کا سانس پھول گیا اور وہ زمین پر پاؤں پٹخنے لگا۔

اس کی یہ حالت دیکھ کر حضرت سارہ گھبرا گئیں اور دعا کرنے لگیں کہ خدایا! اسے موت نہ دیجئے،
اگر یہ مر گیا تو مجھ ہی پر قتل کا الزام آئے گا، چناں چہ بادشاہ ٹھیک ہو گیا پھر برے ارادے سے
حضرت سارہؓ کی طرف لپکا، پھر انہوں نے دعا کی کہ خدایا! اسے مجھ پر مسلط نہ کیجئے، چناں چہ پھر
اس بادشاہ کا سانس پھول گیا اور پاؤں پٹخنے لگا۔ بالآخر جب وہ ٹھیک ہوا تو اس نے حضرت سارہؓ
کو حضرت ابراہیم ں کے پاس واپس بھیج دیا اور ہاجرہ نامی باندی تحفے میں دی اور اپنے خادموں
سے کہا کہ یہ عورت شیطان معلوم ہوتی ہے، حضرت سارہؓ نے حضرت ابراہیم ں سے کہا کہ اللہ نے
اس کافر کو ذلیل و نامراد کر دیا۔ (صحیح بخاری: کتاب البیوع: باب شری المملوک من الحربی وہبتہ وعتقہ)

کفل نے کہا اللہ کی قسم آج کے بعد یہ گناہ کبھی نہیں کروں گا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث نبی اکرم اسے سات مرتبہ

سے بھی زیادہ مرتبہ سنی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کی قوم میں کفل نامی ایک شخص تھا، جو گناہوں کے کرنے میں بڑا بے باک تھا، ایک مرتبہ ایک عورت آئی جو بہت مجبور تھی، اس نے اس کو ساٹھ دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ اسے اپنے ساتھ گناہ کرنے دے، عورت راضی ہوگئی، پھر جب وہ اس سے گناہ کرنے لگا اور اس کے پاس بیٹھ گیا، جیسا کہ مرد عورت کے پاس بیٹھتا ہے، تو عورت کی چیخ نکل گئی اور رونے لگی، اس جوان نے پوچھا کہ کیوں روتی ہو؟ کیا میں نے تمہیں اس کے لئے مجبور کیا تھا؟ اس نے کہا نہیں، یہ بات نہیں؛ بلکہ یہ گناہ ایسا ہے جو میں نے آج تک نہیں کیا؛ لیکن آج میں اپنی مجبوری کی وجہ سے مجبور ہوگئی، یہ سن کر نوجوان اس سے ہٹ گیا اور اسے کہا جاؤ چلی جاؤ، اور یہ دینار بھی لے جاؤ۔ پھر اس شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم کفل کبھی آج کے بعد یہ گناہ نہیں کرے گا، پھر یہ شخص اسی رات فوت ہوگیا، صبح ہوئی تو اس کے گھر کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لِلْكِفْلِ۔

ترجمہ: اللہ نے کفل کی مغفرت کردی۔ (معارف القرآن ۶/۲۱۹-۲۲۰ مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

ایک عیسائی لڑکی نے ایک مسلمان کو چالیس روز تک گھر کی تنہائی میں گمراہ کرنا چاہا مگر اس نے آنکھ اٹھا کر بھی اس کی طرف نہیں دیکھا

ایک تابعی کے بارے میں آتا ہے کہ ان کو عیسائی بادشاہ نے قید کروادیا، وہ چاہتا تھا کہ ان کو قتل کروادے، مگر اس کے وزیر نے کہا کہ نہیں، اس کے اندر بہادری اتنی ہے کہ اگر یہ کسی طرح ہمارے مذہب پر آجائے تو یہ ہماری فوج کا کمانڈر انچیف بنے گا، ایسا بندہ آپ کو کہاں سے مل سکے گا؟ اس نے کہا اچھا میں اس کو اپنے مذہب پر لانے کی کوشش کرتا ہوں...... اس کا خیال تھا کہ میں اس کو لالچ دوں گا...... چناں چہ اس نے ان کو لالچ دیا کہ ہم تجھے سلطنت

دیں گے تم ہمارا مذہب قبول کرلو، مگر انہوں نے کوئی توجہ نہ دی، جب انہوں نے کوئی توجہ ہی نہ دی تو وہ پریشانی کے عالم میں بیٹھا سوچ رہا تھا۔ اسی دوران اس کی نوجوان بیٹی نے پوچھا: ابا جان! آپ پریشان کیوں بیٹھے ہیں؟ اس نے کہا: بیٹی! یہ معاملہ ہے۔ وہ کہنے لگی: ابا جان! آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کو Track (راستہ) پر لاتی ہوں۔

چناں چہ بادشاہ نے انہیں ایک کمرے میں بند کروادیا اور اس لڑکی سے کہا کہ تم اسے Track (راستہ) پر لے آؤ۔ اب وہ لڑکی اس کے لئے کھانا لاتی اور بن سنور کر سامنے آتی، اس کا یہ سب کچھ کرنے کا مقصد انہیں اپنی طرف مائل کرنا تھا، وہ لڑکی اس طرح چالیس دن تک کوشش کرتی رہی، مگر انہوں نے اسے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ چالیس دن گذرنے کے بعد وہ ان سے کہنے لگی کہ آپ کیسے انسان ہیں؟ دنیا کا ہر مرد عورت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور میں اس قدر خوب صورت ہوں کہ ہزاروں میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں، اور میں تمہارے لئے روزانہ بن سنور کر آتی رہی، مگر تم نے تو کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا، اس کی کیا وجہ ہے؟ تو مرد نہیں ہے یا کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے غیر عورت کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے، اس لئے میں نے آپ کی طرف توجہ نہیں کی۔

اس لڑکی نے کہا کہ جب تمہیں پروردگار کے ساتھ اتنی محبت ہے تو پھر ہمیں بھی کچھ تعلیم دو، چناں چہ انہوں نے اس لڑکی کو دین کی باتیں سکھانی شروع کردیں۔......شکار کرنے کو آئے شکار ہو کے چلے...... بالآخر وہ لڑکی اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہوگئی؛ لہٰذا انہوں نے اس کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنادیا، وہ کلمہ پڑھ کر کہنے لگی کہ اب میں مسلمان ہوں؛ لہٰذا اب میں یہاں نہیں رہوں گی، بعد میں اس نے خود ہی ایک ترکیب بتائی، جس کی وجہ سے ان

تابعی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قید سے نجات مل گئی اور وہ لڑکی خود بھی محلات کو چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ چلی گئی۔ اللہ اکبر۔

حیرت کی بات ہے کہ ایک جوان لڑکی ان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے چالیس دن تک تنہائی میں کوشش کرتی رہی، مگر انہوں نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔۔۔۔۔۔ یا اللہ! ہمیں تو حیرانی ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔ فرشتوں کو بھی تعجب ہوتا ہوگا۔۔۔۔۔۔ یہ کس لئے تھا؟ اس لئے کہ ان کا تزکیہ ہو چکا تھا اور نفس کے اندر سے گندگی نکل چکی تھی۔ (ملاحظہ ہو: خطباتِ فقیر ۱۰ / ۱۹۷-۱۹۸)

خوفِ خدا نے کس طرح ایک مرد کو بدکاری سے محفوظ رکھا

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ عورت تھی، جس کے پاس حسن کا تہائی حصہ تھا، جب تک سو دینار نہ لے لیتی کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیتی۔ اسے ایک عابد نے دیکھا اور اس پر عاشق ہو گیا اور محنت مزدوری کر کے سو دینار جمع کئے، پھر اس عورت کے پاس آیا اور کہا کہ تیرا حسن مجھے بھا گیا، میں نے محنت مزدوری کر کے سو دینار جمع کر لئے ہیں، اس نے کہا لے آؤ۔ وہ شخص اس کے یہاں پہنچا اس کا ایک سونے کا تخت تھا، جس پر وہ بیٹھا کرتی تھی، اسے بھی اس نے اپنے پاس بلایا، جب عابد آمادہ ہوا اور اس کے پاس جا بیٹھا تو ناگاہ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن کھڑا ہونا یاد آ گیا، اور فوراً اس کے بدن پر رعشہ پڑ گیا، اور کہا کہ مجھے جانے دو، سو دینار تیرے ہی ہیں، اس نے کہا تجھے کیا ہو گیا؟ تو نے جمع کئے، جب مجھ پر قادر ہوا تو یہ حرکت کی۔ عابد نے کہا مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خوف طاری ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے کا اندیشہ غالب آ گیا، میرے دل میں تیری عداوت پیدا ہو گئی، اب تو میرے نزدیک سب سے مبغوض ہے۔

اس نے کہا اگر تو سچا ہے تو میرا شوہر بھی تیرے سوا کوئی نہیں ہو سکتا، اس نے کہا مجھے نکل جانے دو، اس عورت نے کہا مجھ سے نکاح کرنے کا وعدہ کر جاؤ، کہا عنقریب ہو جائے گا، پھر سر پر چادر ڈالی اور اپنے شہر کو چلا گیا۔

وہ عورت بھی توبہ کر کے اس کے پیچھے اس شہر کو روانہ ہوئی، اس شہر میں پہنچ کر لوگوں سے عابد کا حال دریافت کیا، لوگوں نے اسے بتایا۔

اس عورت کو ملکہ کہتے تھے، عابد سے بھی کسی نے کہا کہ تمہیں ملکہ تلاش کرتی پھرتی ہے، انہوں نے جب اسے دیکھا تو ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم کی۔ وہ عورت ناامید ہوگئی، پر اس نے کہا یہ تو مر ہی گئے ان کا کوئی رشتہ دار بھی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اس کا بھائی بھی فقیر آدمی ہے، کہنے لگی اس کے بھائی کی محبت کی وجہ سے اس سے نکاح کروں گی۔ چناں چہ اس سے نکاح کیا جس سے سات لڑکے پیدا ہوئے، سب کے سب نیک بخت صالح تھے۔ (ملاحظہ ہو: اسلاف کی یادیں، ۲۰۴-۲۰۵)

میدانِ جنگ میں آنسوؤں کے ساتھ دعاء کا اثر

مجاہدین اسلام جب کابل کا گھیراؤ کئے ہوئے تھے اسی دوران ظہر کا وقت آن پہنچا۔ مسلمانوں کے سپہ سالار قتیبہ بن مسلم نے نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کے دربار میں گڑگڑا کر یہ دعا کی: ''اے اللہ! ہمیں فتح ونصرت سے ہمکنار کر کیونکہ فتح ونصرت تیری ہی جانب سے نصیب ہوا کرتی ہے''۔

اس جنگ میں لشکر اسلام کی تعداد کا اندازہ ایک لاکھ کیا گیا ہے، قتیبہ بن مسلم نے نماز کے بعد جنگی کارروائی سے پہلے ایک نیک آدمی کو جس کا نام محمد بن واسع تھا، تلاش کرنے کا حکم دیا۔ یہ وہ وقت تھا جب جان کی تجارت ہونے والی تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب جنت کے دروازے کھولے جا رہے تھے اور فرشتوں کی آمد ہو رہی تھی۔ مگر سپہ سالار اپنے اصحاب سے کہہ رہا تھا: محمد بن واسع کو تلاش کر کے میرے پاس لاؤ۔

مجاہدین اسلام نے محمد بن واسع کی تلاش شروع کردی۔ دیکھا کہ وہ اپنے نیزے پر ٹیک لگائے زار وقطار رو رہے ہیں، اور اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے کہہ رہے ہیں: یا حی! یا قیوم! لوگوں نے آکر قتیبہ بن مسلم کو اس بات کی خبر دی تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! محمد بن واسع کی (آسمان کی طرف اٹھی ہوئی) انگلی میرے نزدیک ایک لاکھ نامور چمکدار تلواروں سے اور ایک لاکھ خوش منظر لشکر جرار سے بہتر ہے''۔

پھر جنگ شروع ہوئی۔ خوب گرما گرم جنگ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم سے نوازا اور دشمنوں کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ چنانچہ عصر کا وقت ہوتے ہوتے مسلمانوں نے کابل کو فتح کرلیا اور عصر کی نماز کابل کے اندر ادا کی۔

''تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لئے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ جما دے گا جسے ان کے لئے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے''۔ (النور: ۲۴/۵۵)

حرام میں مبتلا کی دعاء قبول نہیں ہوگی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''بعض آدمی ایسے بھی ہیں کہ ان کا کھانا، پینا اور پہننا سبھی حرام ہوتا ہے مگر بڑی لمبی لمبی دعائیں مانگتے رہتے ہیں لیکن ان کی دعائیں قبول نہیں کی جاتیں۔''

حرام کھانے والے کے لئے فرشتہ کی بددعاء

سید عالم مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیت المقدس میں ایک فرشتہ رہتا ہے جس کی ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ اعلانیہ پکارتا ہے''لوگو! جو رزق حرام استعمال کرتا ہے اس کی کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض اور کوئی سنت قبول نہیں کرتا''۔

نیز آپ نے یہ بھی فرمایا جس شخص نے ایک روپے میں کپڑا خریدا، اگر اس میں ایک پیسہ بھی حرام کا شامل ہے تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اس کی کوئی دعا قبول نہیں ہوگی۔

=آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کا گوشت حرام سے بنا دوزخ کی آگ کا وہ زیادہ حق دار ہے۔=آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ یہ مال کیسا ہے اور کہاں سے آیا ہے، اللہ تعالیٰ کو اس کے بارے میں کوئی پرواہ نہیں کہ اسے دوزخ کے کونسے طبقے میں ڈالے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبادت کے دس حصے ہیں جن میں نو حصے رزق حلال کی تلاش سے متعلق ہیں۔

نیز فرمایا جو شخص رزق حلال کی تلاش میں تھکا ماندہ گھر لوٹتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سونے سے قبل ہی بخش دیتا ہے اور جب صبح کو بیدار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنی خوشنودی اور رضا کا اظہار فرماتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ حرام سے بچتے ہیں مجھے شرم آتی ہے کہ ان سے حساب لوں۔

نیز ارشاد ہے کہ مسلمان سے ایک روپیہ سود لینا ۳۲ بتیس بار زنا کرنے سے بدتر ہے اور

فرمایا حرام خور کا صدقہ وخیرات قبول نہیں ہوتا بلکہ حرام کا مال اس کے جہنم میں جانے کے لئے زادِ راہ ہے۔(اسرار طریقت،ص/164)

خوشحالی میں دعاء مانگتے رہنے سے مصائب میں بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكَرْبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ" جس کو یہ بات اچھی لگتی ہو کہ اللہ تعالیٰ مصائب وآلام کے وقت میں اُس کی دعاء کو قبول کریں اُسے چاہیئے کہ راحت کے دنوں میں خوب دعائیں مانگے۔(ترمذی:3382)

دعاء اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز چیز ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ تَعَالَى مِنَ الدُّعَاءِ"

کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعاء سے زیادہ معزز نہیں۔(ترمذی:3370)

دعاء عینِ عبادت بلکہ تمام عبادتوں کے لئے مغز کی حیثیت رکھتی ہے

دعاء کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ وہ خود ایک مستقل اور مکمل عبادت ہے، جو اگر قبول نہ بھی ہو تو نفع سے خالی نہیں، یہ کیا کم ہے کہ بندے کے ہاتھ اللہ کے سامنے اُٹھ گئے اور اُس کی زبان سے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی حاجت مندی اور عاجزی کا اِظہار ہوگیا، اِسی لئے ایک حدیث میں اِس کو عینِ عبادت بلکہ عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے:

"الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ" دعاء خود ایک عبادت ہے۔(ترمذی:3372)

اللہ تعالیٰ کا مانگنے والوں سے خوش اور نہ مانگنے والوں سے ناراض ہونا

حضرت نعمان بن بشیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: دعاء کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے سامنے ہاتھ اُٹھانے والے سے خوش اور نہ مانگنے والے ناراض ہوتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: "سَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ أَنْ يُّسْأَلَ، وَأَفْضَلُ العِبَادَةِ انْتِظَارُ الفَرَجِ" اللہ تعالیٰ سے اُس کا فضل مانگو اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ اِس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اُس سے سوال کیا جائے اور افضل عبادت (مصیبت کے بعد) کشادگی کا انتظار کرنا ہے۔ (ترمذی:3571)

دعاء ہر حال میں نفع ہی دیتی ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو بِدُعَاءٍ إِلَّا آتَاهُ اللهُ مَا سَأَلَ أَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهُ، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ"

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے یا تو بعینہٖ وہی عطاء کردیتے ہیں یا اُسی جیسی کوئی تکلیف اُس سے دور کردیتے ہیں جب تک کہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعاء نہ مانگے۔ (ترمذی:3381)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْصِبُ وَجْهَهُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي مَسْأَلَةٍ، إِلَّا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ، إِمَّا أَنْ يُعَجِّلَهَا لَهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ"۔

کوئی مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو دعاء کے لئے پیش نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اُسے وہ عطاء کر دیتے ہیں، یا تو دنیا ہی میں جلدی اُسے عطاء کر دیتے ہیں یا آخرت میں اُس کے لئے ذخیرہ کر دیتے ہیں۔ (مسند احمد:9785)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِثْمٌ، وَلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللهُ بِهَا إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ تُعَجَّلَ لَهُ دَعْوَتُهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا۔

کوئی مسلمان بھی اللہ تعالیٰ سے ایسی دعاء کرے کہ جس میں گناہ اور قطع رحمی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اُس دعاء کی برکت سے اُس تین میں سے کوئی ایک چیز عطاء کرتے ہیں: یا تو اُس کی دعاء (کی قبولیت دنیا میں ہی) جلدی اُسے مل جاتی ہے، یا اللہ تعالیٰ اُس دعاء کو آخرت میں اُس کے لئے ذخیرہ کر لیتے ہیں اور یا اُس کے مثل دعاء کرنے والے سے بُرائی دور کر دیتے ہیں، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے فرمایا: "**إِذًا نُكْثِرُ**" اگر یہ بات ہے تو پھر تو ہم بہت زیادہ دعاء کریں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: "**اَللّٰهُ أَكْثَرُ**" اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ عطاء کرنے والا ہے۔ (مسند احمد:11133)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی ایک اور روایت میں ہے: **مَنْ دَعَا بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِثْمٌ وَلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ إِلَّا أَعْطَاهُ اللهُ بِهَا إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ يَغْفِرَ لَهُ بِهَا ذَنْبًا قَدْ سَلَفَ، وَإِمَّا أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ فِي الدُّنْيَا، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ۔**

جس نے کوئی ایسی دُعاء مانگی جو گناہ اور قطع رحمی پر مشتمل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اُسے تین میں

سے کوئی ایک چیز عطاء کردیتے ہیں: یا اُس کا پچھلا کوئی گناہ معاف کردیتے ہیں، یا اُس دُعاء کو دنیا ہی میں اُس کیلئے قبول کرلیتے ہیں، یا اُس کیلئے وہ دُعاء آخرت میں ذخیرہ کرلیتے ہیں۔ (طبرانی اوسط:4368)

حضرت ہلال بن یَساف جو کہ کِبار تابعین میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں:

بَلَغَنِي أَنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا دَعَا فَلَمْ يُسْتَجَبْ لَهُ كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ۔

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مسلمان جب اللہ تعالیٰ سے دعاء کرے اور اُس کی دعاء قبول نہ ہو تب بھی اُس کے لئے نیکی لکھی جاتی ہے۔ (مصنّف ابن ابی شیبہ:29172)

قیامت کے دن جب بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اُس کی مانگی جانے والی دعاؤں کو اُس کے سامنے پیش فرمائیں گے، جن میں کچھ تو دنیا ہی میں قبول کرلی گئی ہوں گی اور کچھ کو اللہ تعالیٰ نے آخرت کے لئے ذخیرہ کرلیا ہوگا، جن کے بدلے میں جنّت میں اللہ تعالیٰ نے اُس کے لئے انعام رکھا ہوگا، اُس موقع پر آخرت کے اَجر وثواب کو دیکھ کر بندہ یہ تمنّا کرے گا: **يَا لَيْتَهُ لَمْ يَكُنْ عُجِّلَ لَهُ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ** ”کاش! دنیا میں کوئی دُعاء اُس کی قبول ہی نہ ہوتی۔ (مستدرکِ حاکم:1819)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ بندے کی مانگی جانے والی کوئی دُعاء رائیگاں نہیں ہوتی، اُسے مندرجہ ذیل میں سے کچھ نہ کچھ ضرور ملتا ہے:

(1) جو مانگا تھا وہی مل جاتا ہے۔ (2) یا کوئی تکلیف دور کردی جاتی ہے۔ (3) یا وہ دُعاء آخرت میں ذخیرہ کردی جاتی ہے۔ (4) دُعاء کے بدلے میں نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ (5) گناہ معاف کردیا جاتا ہے۔

دعاء سے رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ، وَمَا سُئِلَ اللهُ شَيْئًا يَعْنِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ۔

تم میں سے جس کے لئے دعاء کا دروازہ کھول دیا گیا اُس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے اور عافیت سے زیادہ محبوب کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگی گئی۔ (ترمذی:3548)

ایک روایت میں ہے: "**مَنْ فُتِحَ لَهُ فِي الدُّعَاءِ مِنْكُمْ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ**" تم میں سے جس کے لئے دعاء کے دروازے کھول دیے گئے اُس کے لئے جنّت کے دروازے کھول دیے گئے۔ (مستدرکِ حاکم:1833)

دعاء موجودہ اور آئندہ دونوں مصیبتوں میں کام دیتی ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: "**الدُّعَاءُ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ، وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ**" دعاء نازل شدہ اور آئندہ نازل ہونے والی تمام مصیبتوں میں نفع دینے والی چیز ہے، پس اے اللہ کے بندو! دعاء کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ (مستدرکِ حاکم:1815) (ترمذی:3548)

حضرت عائشہ صدیقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

"**لَا يُغْنِي حَذَرٌ مِنْ قَدَرٍ، وَالدُّعَاءُ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ، وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، وَإِنَّ الْبَلَاءَ لَيَنْزِلُ فَيَتَلَقَّاهُ الدُّعَاءُ فَيَعْتَلِجَانِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔**

پرہیز کرنا تقدیر کے مُقابلے میں کوئی فائدہ نہیں دیتا (یعنی جو لکھا ہوتا ہے وہ بہر حال ہو کر رہتا

ہے) اور دعاء نازل شدہ اور آئندہ نازل ہونے والی تمام مصیبتوں میں نفع دینے والی چیز ہے، اور بے شک مصیبت (دعاء کرنے والے پر) نازل ہوتی ہے تو اُس کا دعاء کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے، پس وہ دونوں (مصیبت اور دعاء) قیامت کے دن تک لڑتے رہتے ہیں۔ (مستدرکِ حاکم: 1813)

فائدہ: مصیبتوں میں نفع دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعاء کی برکت سے یا تو نازل شدہ مصیبت کو دور کر دیتے ہیں اور اگر وہ ابھی تک نازل نہیں ہوئی تو اُس کو روک دیتے ہیں، اور اگر اُس مصیبت کا پہنچنا مقدر میں طے پا چکا ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اُس پر انسان کو صبر کی توفیق عطاء فرمادیتے ہیں اور اُس مصیبت کو خفیف اور ہلکا بنادیتے ہیں جس سے وہ مصیبت بھی انسان کیلئے راحت بن جاتی ہے۔ (تحفۃ الأحوذی: 9/374)

باوضو سویا کرو تمہاری دعاء قبول ہوگی

حدیث میں ہے، نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: **مَنْ أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتَّى يُدْرِكَهُ النُّعَاسُ لَمْ يَنْقَلِبْ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔**

جو شخص اپنے بستر میں وضو کی حالت میں جائے اور ذکر کرتا رہے، یہاں تک کہ اُسے نیند آجائے تو رات کے جس پہر بھی (آنکھ کھلنے پر) وہ کروٹ لے اور اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی کسی خیر و بھلائی کا سوال کرے اللہ تعالیٰ اُسے وہ ضرور عطاء فرمادیں گے۔ (ترمذی: 3526)

وضو کی حالت میں مرنے والا شہید ہوتا ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: **مَنْ بَاتَ عَلَى طَهَارَةٍ ثُمَّ مَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ مَاتَ شَهِيدًا۔** جس نے وضو کی حالت میں رات گزاری پھر اِسی میں وہ مر گیا تو شہادت کی موت مرا۔ (ابن السنی: 773)

باوضو سوتے ہوئے مرنے والا باوضو اُٹھایا جائے گا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے، اُنہوں نے وضو کے ساتھ سونے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا: لَا تَنَامَنَّ إِلَّا عَلَى وَضُوءٍ فَإِنَّ الْأَرْوَاحَ تُبْعَثُ عَلَى مَا قُبِضَتْ عَلَيْهِ۔

تم ہرگز وضو کے بغیر نہیں سونا کیونکہ روحیں اُسی حالت میں اُٹھائی جاتی ہیں جس پر وہ قبض کی گئیں تھیں۔ (شعب الایمان:4386)

دعاؤں کے قبول نہ ہونے کا دور

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْهُ فَتَدْعُونَهُ فَلَا يَسْتَجِيبُ لَكُمْ۔

ترجمہ۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تمہیں نیکی کا حکم کرنا ہوگا اور برائی سے روکنا ہوگا، ورنہ کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر کوئی عذاب نازل فرمائیں؛ پھر تم اللہ سے (اس عذاب کے ٹلنے کی) دعائیں بھی کروگے تو قبول نہ ہوں گی۔

تخریج وشرح: اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے السنن: (۲۱۶۹) میں اور امام احمدؒ نے مسند أحمد: (۲۳۳۰۱) میں روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اس کو ’حدیث حسن‘ فرمایا ہے۔

اس حدیث میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑ دینے پر سخت وعید بیان کی گئی ہے کہ یا توتم امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے رہو یا نہیں تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیجے گا اور پھر تم

خدا سے دعا بھی کرو، تو قبول نہیں کی جائے گی ۔معلوم ہوا کہ معروفات کی اشاعت وتبلیغ اور منکرات کی اصلاح وتردید، اتنا اہم وضروری کام ہے کہ اس کے ترک کرنے پر وعیدِ شدید آئی ہے؛ ایک: عذابِ خداوندی کی وعید، دوسرے: دعا کے مقبول نہ ہونے کی وعید اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ تم امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے رہو، ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر تمہارے شریر لوگوں کو مسلط کردے گا، پھر تمہارے نیک و صالح لوگ دعا بھی کریں ،تو مقبول نہ ہوگی ۔(مسند بزار:۱ / ۲۹۳،مسند ابن الجعد:۱ / ۳۹۴)

یہ حدیث اگر چہ ایک روای ’’برا ابن یزید‘‘ کی وجہ سے ضعیف ہے،مگر اوپر کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرنے پر اللہ کی طرف سے یہ سزا وعذاب آتا ہے کہ شریر وخبیث لوگوں کو حاکم و گورنر مقرر کردیا جاتا ہے، گویا پہلی حدیث میں مذکور ’’عذاب‘‘ کی تفسیر اس دوسری روایت نے کردی۔

آج ظالم وشریر حاکموں کا تسلط اور سیاسی عہدوں ومناصب پر ان کا قبضہ، غالباً اسی کا نتیجہ ہے کہ امت کے بیشتر لوگ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے اس اہم ترین فریضے کے تارِک بنے ہوئے ہیں ؛بل کہ دیکھا یہ جاتا ہے کہ لوگ ’’ امر بالمعروف‘‘ کی جگہ’’ امر بالمنکر‘‘ اور’’نہی عن المنکر‘‘ کی جگہ’’نہی عن المعروف‘‘ کررہے ہیں۔ چند دن قبل ایک نوجوان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ کا وعظ سن کر ڈاڑھی رکھ لی ہے،مگر میرے والد مجھے اس پر ٹوکتے اور کہتے ہیں کہ ڈاڑھی منڈالے اور اصرار کرکے پیسے دیتے ہیں کہ حجام کے پاس جاکر ڈاڑھی منڈا کر آؤں۔

ڈاڑھی کے رکھنے پر باپ کو خوش ہونا چاہیے تھا،مگر وہ سنت سے ناراض ہے اور منکر کا حکم

دے رہا ہے؛ ایسے سینکڑوں واقعات ملیں گے، اس صورتِ حال کے پیدا ہونے پر وعید سنائی گئی کہ تم دعائیں بھی کروگے، تو قبول نہ ہوں گی، آج بہت سے لوگ اللہ سے شکایت کرتے ہیں کہ ہماری دعائیں اللہ نے قبول نہیں کیں، ہم روز دعا کرتے اور گڑ گڑاتے ہیں، مگر ہماری یہ آہ وزاری اور ہمارا گڑ گڑانا بھی قبول نہیں ہوتا، بے شک قبول نہیں ہوتا؛ کیوں کہ ہم نے آج ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کو چھوڑ دیا ہے؛ بل کہ اور آگے بڑھ کر'' امر بالمنکر اور نہی عن المعروف'' میں مشغول ہیں، پھر کس طرح اور کیوں دعائیں قبول کی جائیں؟ اور قبول نہ ہوں، تو اللہ کا کیا قصور؟ قصور ہمارا ہے کہ ہم نے قبولیتِ دعا کی شرائط کو پورا نہیں کیا۔

اس حدیث کو فتن کے باب میں لانے کی وجہ یہی ہے کہ ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کا ترک بھی ایک فتنہ ہے، جیسا کہ اس دَور میں یہ فتنہ رونما ہو چکا ہے۔

گناہوں سے بچنے کی دعاء ضرور کریں

اللہ تعالیٰ سے گناہ چھوڑنے کی توفیق مانگے ؛ کیوں کہ اللہ کی توفیق ہی سے ہم اس میں کامیاب ہو سکتے ہیں، اگر وہاں سے توفیق نہ ملی، تو کچھ نہ ہو سکے گا؛ اس لیے اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں گناہ سے بچنے کی توفیق کا بھی سوال کرتے تھے۔

ایک دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آئی کہ آپ نے فرمایا: **اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ تَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ۔**

اے اللہ ! میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے کی اور برے کاموں کو چھوڑنے کی اور مساکین سے محبت رکھنے کی توفیق مانگتا ہوں)

ایک اور لمبی دعا میں یہ فرمایا ہے کہ اَللّٰھُمَّ إِنِّیۡ أَسۡئَلُكَ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِكَ تَعۡصِمُنِیۡ بِهَا مِنۡ كُلِّ سُوۡءٍ۔ (اے اللہ! میں تجھ سے تیری خاص رحمت مانگتا ہوں، جس سے تو مجھے ہر برائی یا ہر گناہ سے محفوظ فرما دے)

ان دعاؤں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ترکِ گناہ کے لیے اس کی توفیق کا سوال کیا ہے، اسی طرح ہمیں بھی اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر مانگنا چاہیے کہ اے اللہ! تیری ہی توفیق سے ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں؛ اس لیے تو ہی توفیق عطا فرما۔ (فیضان معرفت جلد دوم، ص/ 77)

امامِ حرم عبدالرحمٰن السدیس کا واقعہ

ایک عبرت خیز واقعہ موجودہ امامِ حرم قاری سدیس صاحب کے بارے میں بعض معتبر ذرائع سے مجھے معلوم ہوا کہ ان کی والدہ محترمہ جب کسی بات پر غصہ ہوتیں تو ان کو یوں بد دعا دیتیں، کہ اللہ تم کو حرم کا امام بنائے، اللہ اکبر! کیسی عجیب بد دعا ہے یہ! جس میں سراسر رحمت اور برکت ہے اور یہ دراصل اسلامی تعلیم و تربیت کا اثر ہے، پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول بھی فرمالی اور قاری سدیس کو امام حرم بھی بنا دیا اور ساری دنیا میں ان کو شہرت بھی دے دی، اس واقعہ سے میں اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ماؤں کو ہمیشہ اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اپنی اولاد کو کوسنہ نہ دیں؛ بل کہ اگر کبھی غصہ آجائے تو بھی ایسی دعا دیں، جس سے اپنی اولاد کا فائدہ ہو، جیسا کہ قاری سدیس صاحب کی والدہ نے کیا۔

دعا میں وسیلہ کا حکم

دعا میں اللہ کے مقرب بندوں کا وسیلہ لینا بھی جائز ہے، اور اس کی صورت یہ ہے کہ دعا تو ہر حال میں اللہ ہی سے ہو اور اس میں یوں کہا جائے کہ اے اللہ! ہماری دعا کو حضرت نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور وسیلہ سے قبول فرمالیجئے۔شریعت میں اس طرح کا وسیلہ لینا جائز ہے اور حدیث سے ثابت ہے۔ چناں چہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک نابینا صحابی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ میں نابینا ہوں، آپ میرے لیے دعا فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی لوٹا دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا تو صبر کرو اور یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر چاہو تو دعا کردوں، ان صحابی نے عرض کیا کہ دعا فرمادیں، اس پر آپ نے ان کو اچھی طرح وضو کرنے کا اور دو رکعت نماز ادا کر کے اس طرح دعا کرنے کا حکم دیا: **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ فَتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ** (وفی بعض الروایات زیادۃ) **وَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ**۔ (ترمذی: ۳۵۰۲، ابن خزیمۃ ۲/ ۲۲۵، ابن ماجہ: ۱۳۷۵، مستدرک حاکم: ۱/ ۴۵۸، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱/ ۴۱۷)

امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح اور امام حاکم نے صحیح علی شرط الشیخین قرار دیا ہے، اس حدیث سے علما نے اس پر استدلال کیا ہے کہ اللہ کے مقرب بندوں جیسے حضرات انبیا اور اولیا کے وسیلہ سے دعا کرنا جائز ہے، جیسا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کو اس کی تعلیم دی، علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، جیسا کہ مشہور اہلِ حدیث عالم مولانا عبد الرحمن مبارک پوری نے علامہ شوکانی کی کتاب ''تحفۃ الذاکرین'' کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۱۰/ ۲۵ تا ۲۷)

جمہور اہلِ سنت کا یہی مسلک ہے، ہاں جاہلوں میں وسیلہ کے نام پر جو اولیاء اللہ سے براہِ راست مانگنے کا طریقہ رائج ہے، یہ سراسر حرام اور شرک ہے۔ بدعقیدہ لوگ انہی اولیاء اللہ کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر ان ہی سے مانگتے ہیں، یا یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے

ان کو پورا اختیار دے دیا ہے، اس لیے انہی کے توسط اور وسیلہ سے ہم کو ملے گا، جو بھی ملے گا۔ اس لیے ان اولیاء اللہ کی منتیں مانتے اور ان کی مزارات پر سجدے کرتے ہیں تا کہ یہ خوش ہو کر ہمارا کام بنا دیں۔ یاد رکھو اللہ نے کسی کو اپنا کام سونپ نہیں دیا ہے اور اس طرح کا عقیدہ دراصل زمانۂ جاہلیت کے مشرکوں کا تھا، جس کو اسلام نے گمراہی قرار دیا ہے ،اس کی مزید تفصیل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کتاب ''الفوز الکبیر'' میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اور احقر کے رسالہ ''دیوبندیت و بریلویت، دلائل کے آئینہ میں'' میں بھی اس مسئلہ پر تفصیلی کلام موجود ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آمین پر دعا کو ختم کرو

دعا کا ایک ادب یہ ہے کہ دعا کا اختتام آمین پر ہونا چاہئے، چناں چہ ابو داود کی ایک حدیث میں اس کا ذکر ہے، حضرت ابو زھیر النمیر ی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہمارا گذر اللہ کے ایک بندے پر ہوا جو بڑے الحاح و عاجزی کے ساتھ اللہ سے دعا کر رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر اس کی دعا سننے لگے، پھر آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ اگر اس نے دعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مُہر بھی ٹھیک لگائی، تو جو اس نے مانگا ہے، اس کا اس نے فیصلہ کرا لیا، ہم میں سے ایک نے عرض کیا کہ حضور! صحیح خاتمہ اور مُہر ٹھیک لگانا کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر میں آمین کہہ کر ختم کرے''۔ (ابوداؤد: ۸۰۳)

معلوم ہوا کہ دعا کے آخر میں آمین کہنا مستحب و پسندیدہ امر ہے اور اس سے دعا کی قبولیت کی امید ہو جاتی ہے۔

جو دوسروں کے لیے دعا کریں گے وہی فرشتے آپ کیلئے کریں گے

دعا کے بارے میں ایک اور اہم بات بھی سن لینا چاہئے، وہ یہ کہ دعا میں دوسرے لوگوں کے لیے بھی دعا کی جائے، خواہ وہ اپنے رشتہ دار ہوں یا دوست احباب ہوں یا اور کوئی ہو، اس کی بڑی فضیلت حدیث میں آئی ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دعوة المرء المسلم لاخيه بظهر الغيب مستجابة، عند رأسه ملك مؤكل، كلما دعا لاخيه بخير قال الملك المؤكل به آمين ولك بمثل۔

مسلمان آدمی کا اپنے بھائی کے حق میں غائبانہ دعا کرنا مقبول ہے، اس کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے، جب بھی یہ اپنے مسلمان بھائی کے حق میں دعا کرتا ہے تو یہ مقرر فرشتہ کہتا ہے: اللہ قبول کرے اور تجھے بھی اسی جیسی چیز عطا ہو) (مسلم: ۴۹۱۴، ابن ماجہ: ۲۸۸۶، احمد: ۲۰۷۱۷)

اس لیے دعا میں بخل نہ کرے اور صرف اپنے لیے دعا کی تخصیص نہ کرے؛ بلکہ سارے مسلمانوں کے لیے اور والدین و بھائی، بہنوں، دوست احباب، و دیگر رشتہ داروں کے لیے بھی دل کھول کر دعا کرے۔

مندرجہ ذیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ دعائیں ہیں ان کا بھی اہتمام ضرور کریں

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ وَلَكَ الشُّكْرُ كُلُّهٗ وَ لَكَ الْخَلْقُ كُلُّهٗ وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهٗ، بِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهٗ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ۔ (اے اللہ! سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں اور سارا شکر بھی تیرے لیے ہے اور سب ملک تیرا ہے اور تمام مخلوق تیری ہے، سب بھلائی تیرے ہی قبضہ میں ہے، اور ہر معاملہ آخر کار تیرے ہی سامنے آتا ہے۔)

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا دَائِمًا مَّعَ دَوَامِكَ، وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا خَالِدًا مَّعَ خُلُوْدِكَ، وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَّا مُنْتَهٰى لَهٗ دُوْنَ۔

مَشِيْئَتِكَ، وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا دَائِمًا لَّا يُرِيْدُ قَائِلُهٗ اِلَّا رِضَاكَ، وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا عِنْدَ كُلِّ طَرْفَةِ عَيْنٍ وَ تَنَفُّسِ كُلِّ نَفْسٍ۔

(اے اللہ! تیری ہیشگی کے ساتھ ہمیشہ رہنے والی سب تعریف تجھ ہی کو زیبا ہے اور تیری ہیشگی کے ساتھ باقی رہنے والی سب تعریف تجھ ہی کو زیبا ہے۔

(اے اللہ!) تیرے ہی لیے وہ سب تعریف ہے جس کا تیری مشیت سے پہلے کہیں خاتمہ نہ ہو، اور اے اللہ! تیرے ہی لیے ہمیشہ ہمیشہ ایسی تعریف زیبا ہے جس کا کرنے والا تیری رضامندی کے سوا اور کوئی نیت نہ رکھتا ہو اور تیرے ہی لیے اتنی بار سب تعریف زیبا ہے جتنی بار آنکھ جھپکے اور جاندار سانس لے۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ تَعَطَّفَ بِالْعِزِّ وَ قَالَ بِهٖ، سُبْحَانَ الَّذِيْ لَبِسَ الْمَجْدَ وَ تَكَرَّمَ بِهٖ، سُبْحَانَ الَّذِيْ لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيْحُ اِلَّا لَهٗ، سُبْحَانَ ذِي الْفَضْلِ وَ النِّعَمِ، سُبْحَانَ ذِي الْمَجْدِ وَ الْكَرَمِ، سُبْحَانَ ذِي الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ۔

(پاک ہے وہ ذات، عزت جس کی چادر ہے اور عزت اس کا فرمان ہے اور پاک ہے وہ ذات، بزرگی جس کا لباس ہے اور بزرگی جس کی بخشش ہے، پاک ہے وہ ذات کہ ہر عیب سے پاکی صرف اسی کے شایانِ شان ہے، پاک ہے وہ ذات جس کے علم میں ہر چیز ہے، پاک ہے وہ ذات جو بڑے فضل اور بخشش والی ہے، پاک ہے وہ ذات جو بڑے احسان اور انعامات کی مالک ہے، پاک ہے وہ ذات جو بڑے شرف و کرم والی ہے اور پاک ہے وہ ذات جو بڑے جلال واکرام کی مالک ہے)

اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَ اَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ۔

(الٰہی! ہمارے تمام کاموں کا انجام بہتر فرما اور ہم کو دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے پناہ عطا فرما۔)

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ سَئَلْتَنَا مِنْ اَنْفُسِنَا مَا لَا نَمْلِكُهٗ اِلَّا بِكَ، فَاَعْطِنَا مِنْهَا مَا يُرْضِيكَ عَنَّا ۔اے اللہ! تونے ہم سے وہ چیز طلب فرمائی ہے جس کے ہم مالک نہیں ہیں مگر تیری ہی مدد کے ساتھ، لہذاب تو اس میں سے ہم کو وہ عمل عطا فرما جو تجھ کو ہم سے راضی کردے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ۔

(اے اللہ! میں تجھ سے ساری بھلائیاں مانگتا ہوں جو اس دنیا میں جلدی ملنے والی ہیں وہ بھی اور جو آخرت میں دیر سے ملنے والی ہیں وہ بھی، ان میں سے جو میں جانتا ہوں وہ بھی اور جو نہیں جانتا ہوں وہ بھی اور تیری پناہ مانگتا ہوں ہر برائی سے، جو جلدی یا دیر سے پیش آنے والی ہو، جس کو میں جانتا ہوں اس سے بھی اور جس کو میں نہیں جانتا اس سے بھی)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ۔

(اے اللہ! میرے سب گناہ بخش دے جو میں نے پہلے کئے تھے اور جو میں نے بعد میں کئے اور جو چھپ کر کئے اور جو کھلم کھلا کئے اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ۔

(اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسے قلب سے جو تجھ سے نہ ڈرے اور ایسی دعاء سے جو قبول نہ کی جائے اور ایسے حریص نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو، غرض ان چاروں باتوں سے پناہ مانگتا ہوں)

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ لَنَا اَبْوَابَ رِزْقِكَ۔

(اے اللہ! ہمارے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، اور اپنے (مقدر کردہ) رزق کے دروازوں (تک رسائی) آسان فرمادے)

اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنَا بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

(اے اللہ! حرام کے بدلے توہمیں ہماری ضرورت کے مناسب حلال روزی عطافرما اور اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے بے نیاز کردے)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَ فُجَائَةِ نِقْمَتِكَ وَ جَمِيْعِ سَخَطِكَ۔ (اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت زائل ہونے اور تیری عافیت کے رخ پھیر لینے اور تیرے عذاب کے اچانک آجانے اور تیری تمام تر ناراضی سے)

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ جُهْدِ الْبَلَاءِ وَ دَرْكِ الشَّقَاءِ وَ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ۔ (اے اللہ! ہم تیری پناہ لیتے ہیں آزمائش کی سختی اور بدبختی کے پانے سے اور برے فیصلے سے اور دشمنوں کے ہنسی اڑانے سے)

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ تَوَكَّلَ عَلَيْكَ فَكَفَيْتَهٗ وَ اسْتَهْدَاكَ فَهَدَيْتَهٗ وَ اسْتَنْصَرَكَ فَنَصَرْتَهٗ۔ اے اللہ! توہمیں ان لوگوں میں بنالے جنہوں نے تیری ذات پر بھروسہ کیا تو تو ان کے لیے کافی ہوگیا اور جنہوں نے تجھ سے ہدایت مانگی تو تو نے ان کو نصیب فرمادی، اور جنہوں نے تجھ سے مدد چاہی تو تو نے ان کی مدد فرمائی۔ **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَآ اَسَآؤُا اسْتَغْفَرُوْا۔**

اے اللہ! ہمیں ان بندوں میں سے بنالے جو نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب برا کام کریں تو مغفرت مانگیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَ الْعِفَّةَ وَ الْاَمَانَةَ وَ حُسْنَ الْخُلُقِ وَ الرِّضٰی بِالْقَدْرِ ۔اے اللہ! میں تجھ سے تندرستی اور پاکدامنی کا طالب ہوں اوردیانت داری اوراچھے اخلاق کا اور قضاوقدر پر راضی رہنے کا طلب گار ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَخْشَاكَ كَاَنِّیْ اَرَاكَ اَبَدًا حَتّٰی اَلْقَاكَ وَ اَسْعِدْنِیْ بِتَقْوَاكَ وَ لَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ ۔اے اللہ! مجھے ایسابندہ بنالے کہ تجھ سے اس طرح ڈرا کروں جیسا کہ تجھ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہاہوں اور مجھ کوتقوی کی سعادت نصیب فرمااوراپنی نافرمانی کی وجہ سے مجھ کو بدبخت نہ بنا۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ رِّزْقِكَ الْحَلَالِ الطَّیِّبِ الْمُبَارَكِ مَا تَصُوْنُ بِهٖ وُجُوْهَنَا عَنِ التَّعَرُّضِ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ ۔اے اللہ! ہم کو اپنا حلال وطیب اور برکت والا رزق عنایت فرما، جس کی وجہ سے تو ہمیں اس بات سے بچالے کہ ہم اپنا منہ تیری مخلوق میں سے کسی کے سامنے سوال کے لیے لے کر آئیں۔

اِلَیْكَ رَبِّ فَحَبِّبْنِیْ وَ فِیْ نَفْسِیْ لَكَ فَذَلِّلْنِیْ وَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ فَعَظِّمْنِیْ وَ مِنْ سَیِّیءِ الْاَخْلَاقِ فَجَنِّبْنِیْ ۔اے میرے رب! تو مجھے اپنی بارگاہ میں پسند فرمالے، اورتو اپنے لیے مجھ کومیری نظروں میں ذلیل کردے اوردوسروں کی نظروں میں عزت والا کردے اور برے اخلاق سے مجھ کومحفوظ فرمادے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا دَائِمًا وَّ هُدًی قَیِّمًا وَّ عِلْمًا نَافِعًا ۔اے اللہ! میں تجھ سے ہمیشہ رہنے والا ایمان اورٹھیک ہدایت اورنفع بخش علم مانگتا ہوں۔ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّ عِلْمًا نَّجِیْحًا وَّ سَعْیًا مَّشْكُوْرًا وَّ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ** ۔

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں مقبول عمل اور درست علم اور قابل قدر جدو جہد اور ایسی تجارت جو گھاٹے میں نہ رہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ فَضْلِكَ وَلَا تَحْرِمْنَا رِزْقَكَ وَبَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا وَ اجْعَلْ غِنَائَنَا فِيْ اَنْفُسِنَا وَ اجْعَلْ رَغْبَتَنَا فِيمَا عِنْدَكَ ۔اے اللہ! ہم کو اپنے فضل سے رزق عطا فرما اور ہمیں اپنے رزق سے محروم نہ فرما اور جو رزق تو نے ہم کو عطا فرمایا ہے اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو دل کی تونگری عطا فرما اور ہمارے دل میں ان نعمتوں کی رغبت ڈال دے۔

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ فِيْ قَبْرِيْ ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَاجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَّ نُوْرًا وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً ، اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَا نَسِيْتُ وَ عَلِّمْنِيْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَه اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَ اٰنَآءَ النَّهَارِ وَ اجْعَلْهُ لِيْ حُجَّةً يَّا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۔اے اللہ! قبر کی وحشت میں میرے لیے انس کا سامان کر دے، اور قرآن عظیم کی برکت سے مجھ پر رحم فرما اور اس کو میرا امام اور میرے لیے نور اور ہدایت و رحمت کا سبب بنا دے، اے اللہ! اس کا جو حصہ میں بھول چکا ہوں وہ مجھ کو یاد کرا دے اور جس کو نہیں سمجھا اس کا علم عطا فرما اور رات و دن کی ہر ساعت میں اسکی تلاوت نصیب فرما اور قیامت میں اس کو میرے حق میں دلیل بنا دے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ قُلُوْبَنَا وَنَوَاصِيَنَا وَ جَوَارِحَنَا بِيَدِكَ ، لَمْ تُمَلِّكْنَا مِنْهَا شَيْئًا فَاِذَا فَعَلْتَ ذَالِكَ بِنَا فَكُنْ اَنْتَ وَلِيَّنَا وَاهْدِنَا اِلٰى سَوَاءِ السَّبِيْلِ۔

اے اللہ! ہمارے دل، ہماری پیشانیاں اور ہمارے سب اعضاء تیرے ہی قبضہ میں ہیں، ان میں سے کسی کا تو نے ہم کو مالک نہیں بنایا، پھر جب تو نے ہم کو ایسا بے بس پیدا فرمایا ہے تو اب تو ہی ہمارا کارساز بن جا اور ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرما۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطَایَایَ وَ ذُنُوْبِیْ كُلَّهَا ۔ اَللّٰهُمَّ انْعِشْنِیْ وَ اَحْیِنِیْ وَ ارْزُقْنِیْ وَ اهْدِنِیْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَ الْاَخْلَاقِ ۔ اِنَّهٗ لَا یَهْدِیْ لِصَالِحِهَا وَ لَا یَصْرِفُ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ ۔ یا اللہ میری کل خطائیں بخش دے اور قصور، یا اللہ مجھے رفعت دے اور مجھے زندہ رکھ اور مجھے رزق دے اور مجھ کو ہدایت کر اچھے اعمال اور اخلاق کی کیوں کہ ہدایت نہیں کرتا ہے عمدہ اعمال واخلاق کی اور نہیں دور کرتا ہے برے اعمال اور اخلاق کو سوائے تیرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَ مَا قَرَّبَ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ ۔ اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اس قول وعمل کا جو اس کے قریب کردے، اور میں دوزخ سے تیری پناہ لیتا ہوں اور اس قول وعمل سے جو اس کے قریب کردے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ خَلَّاقٌ عَظِیْمٌ ، اِنَّكَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ، اِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ، اِنَّكَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، اِنَّكَ الْبَرُّ الْجَوَّادُ الْكَرِیْمُ اِغْفِرْلِیْ وَ ارْحَمْنِیْ وَ عَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاسْتُرْلِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَلَا تُضِلَّنِیْ وَاَدْخِلْنِی الْجَنَّةَ ۔
اے اللہ! تو سب کا پیدا فرمانے والا بڑی عظمت والا ہے، تو بڑا سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے، بے شک تو بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے، بے شک تو عظمت والے عرش کا مالک ہے، اے اللہ! تو ہی ہے بہت بڑا محسن، بڑا سخی، اور کرم کرنے والا، میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت دے اور مجھے رزق عطا فرما اور میرے عیب چھپالے اور میری اصلاح فرما اور مجھ کو ہدایت نصیب فرما اور گمراہ نہ کر اور مجھ کو جنت میں داخل فرمادے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تُبْتُ اِلَیْكَ مِنْهُ ، ثُمَّ عُدْتُّ فِیْهِ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا اَعْطَیْتُكَ مِنْ نَفْسِیْ ، ثُمَّ لَمْ اُوْفِ بِهٖ وَ اَسْتَغْفِرُكَ لِلنِّعَمِ الَّتِیْ تَقَوَّیْتُ بِهَا عَلٰی مَعْصِیَتِكَ وَ اَسْتَغْفِرُكَ لِكُلِّ خَیْرٍ اَرَدْتُّ بِهٖ وَجْهَكَ فَخَالَطَنِیْ فِیْهِ مَا لَیْسَ لَكَ۔

اے اللہ! میں تجھ سے ان گناہوں سے معافی مانگتا ہوں جو میں نے توبہ کرنے کے بعد دوبارہ کئے ہیں اور میں تجھ سے ان وعدوں کی بھی معافی مانگتا ہوں جو میں نے اپنی جانب سے تجھ سے کئے تھے اور پھر میں نے تجھ سے وہ پورے نہیں کئے اور میں ان نعمتوں کی بھی معافی مانگتا ہوں جن کو میں نے تیری نافرمانی کرنے کا ذریعہ بنالیا ہو، اور تجھ سے اس بھلائی کی بھی معافی مانگتا ہوں جس کو میں نے تیری نیت سے کرنے کا ارادہ کیا پھر اس میں دوسری نیت شامل ہوگئی جو تیری ذات کے لیے نہ تھی۔

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَ زَیِّنْهُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَ كَرِّهْ اِلَیْنَا الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ۔ اے اللہ! ہمارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دے اور اس کو ہمارے دلوں کی زینت بنا دے اور ہمارے دلوں میں کفر، گناہ اور نافرمانی سے نفرت ڈال دے اور ہم کو نیک راہ پر چلنے والا بھی بنادے۔

اَللّٰھُمَّ رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَكَ ذَكَّارًا، لَّكَ شَكَّارًا، لَّكَ رَهَّابًا، لَّكَ مِطْوَاعًا، لَّكَ مُخْبِتًا، اِلَیْكَ اَوَّاهًا مُّنِیْبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَ اغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَ اَجِبْ دَعْوَتِیْ وَ ثَبِّتْ حُجَّتِیْ وَ سَدِّدْ لِسَانِیْ وَ اهْدِ قَلْبِیْ وَ اسْلُلْ سَخِیْمَةَ صَدْرِیْ۔

اے اللہ، اے میرے پروردگار! مجھ کو بہت زیادہ آپ کو یاد کرنے والا، آپ کا بڑا شکر گزار، آپ سے بہت ڈرنے والا، آپ کا بہت فرمابردار، آپ کی جناب میں بہت گڑگڑانے والا اور آہ وزاری کے ساتھ متوجہ ہونے والا بنادے، اے میرے

پروردگار! میری توبہ قبول کرلے، میرے گناہ دھودے، میری دعا قبول فرما، میری حجت مضبوط کردے، میری زبان کو سیدھا رکھ، میرے دل کو راہ راست پر لگا اور میرے دل کی سوزش (یعنی کینہ) نکال دے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ وَ حَبِیْبُکَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ وَ حَبِیْبُکَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔اے اللہ! ہم تجھ سے مانگتے ہیں وہ سب اچھی اچھی باتیں جو تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے مانگی ہیں اور ان تمام بری بری باتوں کے شر سے پناہ لیتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری پناہ لی ہے، تو ہی وہ ذات ہے جس سے مدد مانگی جاتی ہے، تیرا کام حق پہنچا دینا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ کسی میں نیکی کرنے کی طاقت ہے، نہ برائی سے بچنے کی قوت۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ الْاَشْیَاءِ اِلَیَّ وَ اجْعَلْ خَشْیَتَکَ اَخْوَفَ الْاَشْیَاءِ عِنْدِیْ وَاقْطَعْ عَنِّیْ حَاجَاتِ الدُّنْیَا بِالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ وَ اِذَا اَقْرَرْتَ اَعْیُنَ اَھْلِ الدُّنْیَا مِنْ دُنْیَا ھُمْ فَاَقْرِرْ عَیْنِیْ مِنْ عِبَادَتِکَ ۔اے اللہ! مجھے اپنی محبت سب سے زیادہ پیاری کردے اور اپنا خوف ہر چیز کے خوف سے زیادہ بڑھادے، اور اپنی ملاقات کی تڑپ عطا فرما اور دنیا کی سب حاجتیں میرے دل سے نکال دے اور جب دنیا والوں کو دنیا دے کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرے تو میری آنکھیں اپنی عبادت ٹھنڈی کرنا۔

اَللّٰھُمَّ الْطُفْ بِیْ فِیْ تَیْسِیْرِ کُلِّ عَسِیْرٍ، فَاِنَّ تَیْسِیْرَ کُلِّ عَسِیْرٍ عَلَیْکَ یَسِیْرٌ، وَ اَسْئَلُکَ الْیُسْرَ وَ الْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ۔

اے اللہ! تو مہربانی فرما مجھ پر ہر مشکل کے آسان کرنے میں، بے شک ہر مشکل کو آسان کرنا تیرے لیے بالکل آسان ہے اور میں تجھ سے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آسانی اور معافی کا طالب ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْفَوْزَ فِی الْقَضَاءِ وَ نُزُلَ الشُّهَدَاءِ وَ عَيْشَ السُّعَدَاءِ وَ مُرَافَقَةَ الْاَنْبِيَاءِ وَ النَّصْرَ عَلَى الْاَعْدَاءِ، اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ ۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فیصلے میں کامیابی اور شہیدوں کی مہمانی اور خوش نصیبوں کی زندگانی اور پیغمبروں کی ہم نشینی اور دشمنوں پر فتح مندی مانگتا ہوں، بے شک تو دعاؤں کا بڑا سننے والا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِیْ وَ تَرٰى مَكَانِیْ وَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِيَتِیْ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ وَ اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ ، اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَ اَبْتَهِلُ اِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ ، وَ اَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ وَدُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهٗ وَ ذَلَّ لَكَ جِسْمُهٗ وَ رَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَّ كُنْ لِّیْ رَءُوْفًا رَّحِيْمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ ۔

اے اللہ! تو میری بات سن رہا ہے اور میری جگہ دیکھ رہا ہے اور میری پوشیدہ اور ظاہر بات کو جانتا ہے، میری کوئی بات تجھ سے چھپی ہوئی نہیں اور میں سختی میں مبتلا ہوں، محتاج ہوں، فریاد اور پناہ کا طلب گار ہوں، ڈر رہا ہوں، لرز رہا ہوں، اپنے گناہوں کا پورا پورا اقرار کرتا ہوں، اور میں تجھ سے مسکین کی طرح مانگتا ہوں، اور تیرے سامنے ایک

ذلیل مجرم کی طرح گڑگڑاتا ہوں، اور تجھ کو پکارتا ہوں جیسا کہ ایک مصیبت زدہ ڈرنے والا پکارتا ہے اور اس کی طرح پکارتا ہوں جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہو اور جس کے آنسو جاری ہوں اور جس کا جسم تیرے سامنے ذلیل پڑا ہوا اور اس کی ناک خاک آلود ہو۔ اے اللہ! تو مجھ کو اس مانگنے میں محروم نہ فرمانا اور میرے لیے بڑا مہربان اور بڑا رحیم ہو جانا۔ اے ان سب سے بہتر جن سے سوال کیا جاتا ہے اور ان سب سے بڑھ کر جود دینے والے ہیں۔

دعا میں دونوں ہاتھ اٹھائیں پھر چہرے پر پھیر لیں

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا فرماتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے، اور جب دعا سے فارغ ہو جاتے تو دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھا لیتے تھے تو جب تک انھیں اپنے چہرے پر نہ پھیر لیتے اس وقت تک نیچے نہ کرتے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اَحجارُ الزَّیت (مسجدِ نبوی کے مغرب میں ایک جگہ کا نام ہے) کے پاس دیکھا کہ آپ دعا مانگ رہے تھے اور آپ کی ہتھیلیاں منہ کی طرف تھیں۔ جب آپ دعا سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ہتھیلیاں اپنے منہ پر پھیر لیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا میں اتنی دیر ہاتھ اٹھائے رکھتے تھے کہ میں تھک جاتی تھی۔

عبدالرزاق میں حضرت عائشہؓ سے اسی جیسی روایت منقول ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی: **اَللّٰهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَلَا تُعَذِّبْنِي بِشَتْمِ رَجُلٍ شَتَمْتُهُ أَوْ أَذَيْتُهُ۔**

اے اللہ! میں بشر ہی تو ہوں، میں نے کسی کو برا بھلا کہا ہو یا کسی کو تکلیف پہنچائی ہو تو اس وجہ سے مجھے عذاب نہ دینا۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کر رہے ہیں: میں بشر ہی تو ہوں اس لیے مجھے سزا نہ دے۔ کسی مؤمن کو میں نے تکلیف دی ہو یا اسے برا بھلا کہا ہو تو اس وجہ سے مجھے سزا نہ دینا۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیہاتیوں کی ایک قوم کے پاس سے گزر ہوا۔ یہ مسلمان ہو چکے تھے اور کافروں کے لشکروں نے ان کے علاقے کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا کرنے کے لیے ہاتھ اپنے چہرے کی طرف اٹھائے تو ایک دیہاتی نے کہا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! ہاتھ اور لمبے فرما دیں۔ تو آپ نے اپنے چہرے کے آگے اور بڑھا دیے آسمان کی طرف اوپر اور نہ اُٹھائے۔

حضرت ابو نُعیم وہب کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابنِ زبیرؓ دعا کر رہے تھے اور دعا کے بعد انھوں نے اپنی ہتھیلیاں اپنے چہرے پر پھیریں۔

اجتماعی اور اونچی آواز سے دعا کرنا اور آمین کہنے کے دلائل

حضرت قیس مدنی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت زید بن ثابتؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی چیز کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: تم جا کر یہ بات حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھو، کیوں کہ ایک مرتبہ میں، حضرت ابو ہریرہ اور فلاں آدمی ہم تینوں مسجد میں دعا کر رہے تھے، اور اپنے ربّ کا ذکر کر رہے تھے کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے پاس بیٹھ گئے تو ہم خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا: جو تم کر رہے تھے اسے کرتے

رہو۔ چناں چہ میں نے اور میرے ساتھی نے حضرت ابوہریرہ سے پہلے دعا کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری دعا پر آمین کہتے رہے۔ پھر حضرت ابوہریرہ نے یہ دعا کی: اے اللہ! میرے ان دو ساتھیوں نے جو کچھ تجھ سے مانگا میں وہ بھی تجھ سے مانگتا ہوں اور ایسا علم بھی مانگتا ہوں جو کبھی نہ بھولے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آمین۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم بھی اللہ سے وہ علم مانگتے ہیں جو کبھی نہ بھولے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دَوسی نوجوان (یعنی حضرت ابوہریرہؓ) تم دونوں سے آگے نکل گئے۔

حضرت جامع بن شداد کے ایک رشتہ دار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین دعائیں ایسی ہیں کہ جب میں وہ مانگوں تو تم ان پر آمین کہنا۔ اے اللہ! میں کمزور ہوں مجھے قوت عطا فرما۔ اے اللہ! میں سخت ہوں مجھے نرم کردے۔ اے اللہ! میں کنجوس ہوں مجھے سخی بنادے۔

حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں: میں نے رَمادَہ قحط سالی کے زمانے میں حضرت عمر بن خطابؓ کو دیکھا کہ وہ صبح کے وقت عام سادہ سے کپڑے پہنے ہوئے عاجز اور مسکین بن کر جارہے ہیں، اور ان کے جسم پر ایک چھوٹی سی چادر پڑی ہوئی ہے جو گھٹنوں تک مشکل سے پہنچ رہی ہے۔ اونچی آواز سے اللہ سے معافی مانگ رہے ہیں اور ان کی آنکھوں سے رُخسار پر آنسو بہہ رہے ہیں اور ان کے دائیں طرف حضرت عباس بن عبدالمطّلبؓ ہیں۔ اس دن انھوں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر بہت گڑگڑا کر دعا مانگی، لوگ بھی ان کے ساتھ دعا مانگ رہے تھے۔ پھر حضرت عباس کے ہاتھ کو پکڑ کر کہا: اے اللہ! ہم تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کو تیرے سامنے سفارشی بناتے ہیں۔ پھر

حضرت عباس بہت دیر تک حضرت عمر کے پہلو میں کھڑے ہو کر دعا مانگتے رہے، ان کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ رہے تھے۔

حضرت ابواُسید کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوسعید کہتے ہیں: حضرت عمر بن خطابؓ عِشا کے بعد مسجد کا چکر لگاتے اور اس میں جو آدمی بھی نظر آتا اسے مسجد سے نکال دیتے۔ جسے کھڑا ہوا نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے اسے رہنے دیتے۔ ایک رات ان کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند صحابہؓ پر گزر ہوا جن میں حضرت اُبی بن کعبؓ بھی تھے۔ حضرت عمر نے پوچھا: یہ لوگ کون ہیں؟ حضرت اُبی نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کے گھر کے چند آدمی ہیں۔ فرمایا: نماز کے بعد تم لوگ اب تک یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟ حضرت اُبی نے فرمایا: ہم بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس پر حضرت عمر بھی ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان میں سے جو اُن کے سب سے قریب تھے اس سے فرمایا: تم دعا کراؤ۔ اس نے دعا کرائی۔ اس طرح ان سب سے ایک ایک سے دعا کروائی۔ چناں چہ سب نے دعا کرائی یہاں تک کہ میری باری آ گئی۔ میں آپ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا، فرمایا: اب تم دعا کراؤ۔ تو میری زبان بند ہو گئی اور مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی جس کا انھیں بھی اندازہ ہو گیا، تو فرمایا: اور کچھ نہیں تو اتنی ہی دعا کرا دو:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا۔

اے اللہ! ہماری مغفرت فرما۔ اے اللہ! ہم پر رحم فرما۔

پھر حضرت عمر نے دعا شروع کی تو ان لوگوں میں سب سے زیادہ آنسوؤں والا اور سب سے زیادہ رونے والا ان کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا: اب آپ سب لوگ بھی خاموش ہو جائیں اور بکھر جائیں۔

حضرت ابوہُریرہ کہتے ہیں: حضرت حبیب بن مَسلمہ فِہری؄ مستجابُ الدعوات صحابی تھے۔ انھیں ایک لشکر کا امیر بنایا گیا۔ انھوں نے ملکِ روم جانے کے راستے تیار کرائے۔ جب دشمن کا سامنا ہوا تو انھوں نے لوگوں سے کہا: میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو جماعت ایک جگہ جمع ہو اور ان میں سے ایک دعا کرائے باقی سب آمین کہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے۔ پھر حضرت حبیب؄ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور یہ دعا مانگی: اے اللہ! ہمارے خون کی حفاظت فرما اور شہداوالا اَجر ہمیں عطا فرما۔ ابھی دعا مانگی ہی تھی کہ اتنے میں دشمن کا سپہ سالار جسے رومی زبان میں ہنباط کہا جاتا ہے وہ آ گیا اور حضرت حبیب کے پاس ان کے خیمے کے اندر چلا گیا، گویا اس نے اپنی شکست مان لی۔

نیک لوگوں سے دعا کرانے کی عادت ڈالو

حضرت عمر؄ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عمرہ کی اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت مرحمت فرما دی اور فرمایا: اے میرے چھوٹے سے بھائی! اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے یہ جو مجھے اپنے بھائی فرمایا یہ ایسا کلمہ ہے کہ اگر اس کے بدلے مجھے ساری دنیا بھی مل جائے تو مجھے ہرگز خوشی نہ ہو۔

حضرت ابواُمامہ باہلی؄ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ نے محسوس کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے دعا فرمائیں تو آپ نے یہ دعا فرمائی:۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَأَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ۔ اے اللہ! ہماری مغفرت فرما، ہم پر رحم فرما، ہم سے راضی ہو جا اور ہمارے اعمال قبول فرما، ہمیں جنت میں داخل فرما اور ہمیں آگ سے نجات نصیب فرما اور ہمارے تمام اَحوال کو درست فرما۔

پھر آپ نے محسوس فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے اور دعا فرمائیں تو آپ نے

فرمایا: ان دعاؤں میں میں نے تمہارے تمام کاموں کی دعا کردی ہے۔
حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ فرماتے ہیں: ایک آدمی ایک دن باہر نکل گیا اور کپڑے اُتار کر گرم زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگا اور اپنے نفس سے کہنے لگا: جہنم کی آگ کا مزہ چکھ لے، تو رات کو مردار پڑا رہتا ہے اور دن کو بیکار۔ اتنے میں اس نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما ہیں۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میرا نفس مجھ پر غالب آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: غور سے سنو! (تمہاری تواضع کی اور اپنے نفس کو سزا دینے کی کیفیت اللہ کو بہت پسند آئی ہے) اس وجہ سے تمہارے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر فرما رہے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا: اپنے اس بھائی سے دعا کا توشہ لے لو (اس کی اس کیفیت کی وجہ سے اس کی دعا اللہ کے ہاں قبول ہو رہی ہے اس سے دعا کرواؤ)۔ چناں چہ ایک آدمی نے کہا: اے فلانے! میرے لیے دعا کر دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: نہیں، صرف ایک کے لیے نہیں بلکہ سب کے لیے دعا کرو۔ اس نے یہ دعا کی: اے اللہ! تقویٰ کو ان کا توشہ بنا دے اور تمام کاموں میں ان کی پوری رہبری فرما۔ اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے یہ دعا کی: اے اللہ! اسے صحیح دعا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ تو اس نے کہا: اے اللہ! جنت کو ان کا ٹھکانا بنا دے۔

گنہگاروں کے لئے بھی دعا کریں

حضرت یزید بن اَصَم کہتے ہیں: شام کا ایک آدمی بہت طاقت ور اور خوب لڑائی کرنے والا تھا۔ وہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں آیا کرتا تھا۔ وہ چند دن حضرت عمر کو نظر نہ آیا تو فرمایا: فلاں ابنِ فلاں کا کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! اس نے تو شراب پینی شروع کر دی ہے اور مسلسل پی رہا ہے۔ حضرت عمر نے اپنے منشی کو بلا کر فرمایا: خط لکھو:

یہ خط عمر بن خطاب کی طرف سے فلاں کے نام۔ سلام علیک!

میں تمہارے سامنے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا اور بڑا اِنعام و اِحسان کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

پھر حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم لوگ اپنے بھائی کے لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اپنی طرف متوجہ فرمادے اور اس کو توبہ کی توفیق عطا فرمادے۔ جب اس کے پاس حضرت عمر کا خط پہنچا تو وہ اسے بار بار پڑھنے لگا اور کہنے لگا: وہ گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ کو قبول کرنے والا اور سخت سزا دینے والا ہے۔ (اس آیت میں) اللہ نے مجھے اپنی سزا سے ڈرایا ہے اور معاف کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔

ابو نُعیم کی روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ وہ اسے بار بار پڑھتا رہا، پھر رونے لگ گیا، پھر اس نے شراب پینی چھوڑ دی اور مکمل طور سے چھوڑ دی۔ جب حضرت عمرؓ کو اس کی یہ خبر پہنچی تو فرمایا: ایسے کیا کرو جب تم دیکھو کہ تمہارا بھائی پھسل گیا ہے اسے راہِ راست پر لاؤ اور اسے اللہ کی معافی کا یقین دلاؤ اور اللہ سے دعا کرو کہ اسے توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور تم اس کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بنو (اور اسے اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ کرو)۔

اللہ کی شایانِ شان تعریف اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر دعاء شروع کریں

حضرت بُریدہؓ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنِّيْ أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ۔

اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلہ سے مانگتا ہوں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، بے نیاز ہے، جس سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

آپ نے فرمایا: تم نے اللہ کے اُس اسمِ اعظم کے ساتھ مانگا ہے کہ جب بھی اس کے ساتھ مانگا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور دیتے ہیں اور جب بھی اس کے ساتھ اسے پکارا جاتا ہے تو وہ ضرور قبول کرتے ہیں۔

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا: یَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِکْرَامِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرے لیے قبولیت کا دروازہ کھل گیا ہے، اب تو مانگ۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ابوعیّاش زید بن صامت زُرَقیؓ کے پاس سے گزر ہوا، وہ نماز پڑھ رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، يَا حَنَّانُ! يَا مَنَّانُ! يَا بَدِيْعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ! يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ۔

اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلہ سے مانگتا ہوں کہ تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے بڑے مہربان! اے بہت دینے والے! اے آسمانوں اور زمین کو کسی نمونہ کے بغیر بنانے والے! اے بزرگی اور بخشش والے!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے اللہ سے اس کے اسمِ اعظم کے وسیلہ سے مانگا ہے کہ جب اس کے ذریعے سے دعا کی جائے تو اللہ ضرور قبول فرماتے ہیں اور جب اس کے وسیلہ سے اس سے مانگا جائے تو ضرور عطا فرماتے ہیں۔

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: **یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ** ! اے سدا زندہ رہنے والے! اے سب کو قائم رکھنے والے!۔

حاکم کی روایت میں اس کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں: **أَسْأَلُکَ الْجَنَّۃَ وَأَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ**۔ میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور آگ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

ایک دیہاتی نے جب مندرجہ ذیل کلمات سے دعاء کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے انعام دیا

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دیہاتی کے پاس سے گزرے، وہ اپنی نماز میں دعا مانگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: **یَا مَنْ لَّا تَرَاہُ الْعُیُوْنُ، وَلَا تُخَالِطُہُ الظُّنُوْنُ، وَلَا یَصِفُہُ الْوَاصِفُوْنَ، وَلَا تُغَیِّرُہُ الْحَوَادِثُ، وَلَا یَخْشَی الدَّوَائِرُ، یَعْلَمُ مَثَاقِیْلَ الْجِبَالِ، وَمَکَائِیْلَ الْبِحَارِ، وَعَدَدَ قَطْرِ الْأَمْطَارِ، وَعَدَدَ وَرَقِ الْأَشْجَارِ، وَعَدَدَ مَا أَظْلَمَ عَلَیْہِ اللَّیْلُ وَأَشْرَقَ عَلَیْہِ النَّھَارُ، وَمَّا تُوَارِیْ مِنْ سَمَاءٍ سَمَاءٌ، وَلَا أَرْضٌ أَرْضًا، وَلَا بَحْرٌ مَّا فِیْ قَعْرِہٖ، وَلَا جَبَلٌ مَا فِیْ وَعْرِہٖ، اِجْعَلْ خَیْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَہٗ، وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِیْمَہٗ، وَخَیْرَ أَیَّامِیْ یَوْمَ أَلْقَاكَ فِیْہِ**۔

اے وہ ذات جس کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور کسی کا خیال وگمان اس تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ اوصاف بیان کرنے والے اس کے اوصاف بیان کر سکتے ہیں اور نہ حوادثِ زمانہ اس پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور نہ اسے گردشِ زمانہ سے کوئی اندیشہ ہے، جو پہاڑوں کے وزن اور سمندروں کے پیمانے اور بارش کے قطروں کی تعداد اور درختوں کے پتّوں کی تعداد کو جانتا ہے، اور وہ ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جن پر رات کی تاریکی چھاتی ہے اور جن پر دن روشنی

ڈالتا ہے، اور نہ اس سے ایک آسمان دوسرے آسمان کو چھپا سکتا ہے اور نہ ایک زمین دوسری زمین کو، اور نہ سمندر اُن چیزوں کو چھپا سکتا ہے جو اس کی تہہ میں ہیں اور نہ کوئی پہاڑ اُن چیزوں کو چھپا سکتا ہے جو اس کی سخت چٹانوں میں ہیں۔ تُو میری عمر کے آخری حصے کو سب سے بہترین حصہ بنادے اور میرے آخری عمل کو سب سے بہترین عمل بنادے اور میرا بہترین دن وہ بنا جس دن میری تجھ سے ملاقات ہو۔

آپ نے ایک آدمی کے ذمہ لگایا کہ جب یہ دیہاتی نماز سے فارغ ہوجائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔ چناں چہ وہ نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک کان سے کچھ سونا ہدیہ میں آیا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو وہ سونا ہدیہ میں دیا، پھر اس سے پوچھا کہ اے اَعرابی! تم کون سے قبیلہ میں سے ہو؟ اس نے کہا: یا فرمائیں! بنی عامر بن صَعْصَعَہ قبیلہ میں سے ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو میں نے تم کو یہ سونا کیوں ہدیہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ! ہماری آپ کی رشتہ داری ہے اس وجہ سے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: رشتہ داری کا بھی حق ہوتا ہے، لیکن میں نے تمھیں سونا اس وجہ سے ہدیہ کیا ہے کہ تم نے بہت عمدہ طریقہ سے اللہ کی ثنا بیان کی ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا: **اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْأَحَبِّ إِلَيْكَ الَّذِيْ إِذَا دُعِيْتَ بِهٖ أَجَبْتَ، وَإِذَا سُئِلْتَ بِهٖ أَعْطَيْتَ، وَإِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهٖ رَحِمْتَ، وَإِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ فَرَّجْتَ۔**

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے اس نام کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جو پاک، عمدہ، مبارک

اور تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ جب تجھے اس کے ذریعہ پکارا جاتا ہے تو تُو ضرور متوجہ ہوتا ہے۔ اور جب تجھ سے اس کے وسیلہ سے مانگا جاتا ہے تو تُو ضرور دیتا ہے۔ اور جب تجھ سے اس کے ذریعہ رحم طلب کیا جاتا ہے تو تُو ضرور رحم فرماتا ہے۔ اور جب اس کے وسیلہ سے تجھ سے کشادگی مانگی جاتی ہے تو تُو ضرور کشادگی دیتا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تمھیں پتا چلا کہ اللہ نے مجھے وہ نام بتا دیا ہے کہ جب اس نام کے وسیلہ سے اس سے دعا کی جاتی ہے تو وہ ضرور قبول فرماتا ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! وہ نام مجھے بھی سکھا دیں۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! تجھے سکھانا مناسب نہیں۔ وہ فرماتی ہیں: میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی، پھر میں کھڑی ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کا بوسہ لیا، پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے وہ نام سکھا دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تمہارے لیے مناسب نہیں کہ میں تمھیں سکھاؤں، کیوں کہ تمہارے لیے مناسب نہیں کہ تم اس کے ذریعہ دنیا کی کوئی چیز مانگو۔ میں وہاں سے اٹھی اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی پھر یہ دعا مانگی: **اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَدْعُوْكَ اللهَ، وَأَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ، وَأَدْعُوْكَ الْبَرَّ الرَّحِيْمَ، وَادْعُوْكَ بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ أَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ۔**

اے اللہ! میں تجھے اللہ کہہ کر پکارتی ہوں، تجھے رحمٰن کہہ کر پکارتی ہوں، تجھے نیکوکار رحیم کہہ کر پکارتی ہوں، اور تجھے تیرے اُن تمام اچھے ناموں سے پکارتی ہوں جن کو میں جانتی ہوں اور جن کو میں نہیں جانتی ہوں، اور یہ سوال کرتی ہوں کہ تو میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم فرما دے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری یہ دعا سن کر بہت ہنسے اور فرمایا: تم نے جن ناموں سے اللہ کو پکارا ہے ان میں وہ خاص نام بھی شامل ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو دعائیں بھی مانگتے تو ان کے شروع میں، درمیان میں اور آخر میں یہ دعا ضرور مانگتے:۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجیے اور آخرت میں بھی بہتری دیجیے اور ہم کو عذابِ دوزخ سے بچائیے۔

حضرت فَضَالَہ بن عبیدؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اتنے میں ایک آدمی نے اندر آ کر نماز پڑھی اور پھر اس نے یہ دعا مانگی: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ۔**

اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے نمازی! تم نے دعا مانگنے میں جلدی کی۔ جب تم نماز پڑھ کر بیٹھ جاؤ تو پہلے اللہ کی شایانِ شان تعریف کرو اور مجھ پر درود بھیجو، پھر دعا مانگو۔ پھر ایک اور آدمی نے نماز پڑھی، پھر اس نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے نمازی! اب تم دعا کرو ضرور قبول کی جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اللہ سے مانگنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان حمد وثنا سے اِبتدا کرے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے، پھر اللہ سے مانگے، تو اس طرح مقصد میں کامیابی کی زیادہ اُمید ہے۔

افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے

حدیث پاک میں ارشاد گرامی ہے: ''**ثَلَاثَةٌ لَاتُرَدُّ دَعْوَتُھُمْ**'' تین قسم کے اشخاص

ہیں جن کی دعائیں کبھی رد نہیں ہوتیں من جملہ ان تین کے ارشاد فرمایا گیا: "أَلصَّائِمُ حِیْنَ یُفْطِرُ" (رواہ الترمذی، عن ابی ہریرۃ۔ مشکوٰۃ کتاب الدعوات ص:۱۹۵)

جس وقت کہ روزہ دار افطار کرتا ہے، جو کچھ مانگے اس کو دیا جاتا ہے مگر وہاں تو وقت سے پہلے لقمہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں پیالے میں لگا کر کہ گھنٹی بجی اور دمادم لقمہ جانے شروع ہو گئے بسم اللہ بھی پڑھنی بھول جاتے ہیں۔

دعا قبول ہونے کی شرط

آج یہ دعا جو ہے، بے جان ہوگئی، دعا کے دو بازو تھے آسمان پر صعود کرنے کے لئے مگر آج وہ دونوں کے دونوں بازوں مضمحل ہو چکے ہیں آپ نے بارہا دیکھا ہوگا کہ کوئی پرندہ کوئی جانور اڑنے والا اگر کوئی بچہ بھی اس کے بازو پر غلیل سے ڈلا پھینک دیتا ہے، تو اس کا بازو اگر ٹوٹ جاتا ہے تو وہ پھر اڑ نہیں سکتا جب اڑ نہیں سکتا تو کتا بلی اس کا شکار کر سکتا ہے، جب اس میں اڑنے کی طاقت نہیں رہی، تو دعا کے اندر یہ صفت تھی اگر دعا صحیح ہے دعا کے دو بازو ہیں: ایک یہ کہ اکل حلال ہو، دوسرے یہ کہ خداوند قدوس کی ذات عالی پر پورا پورا یقین ہو کہ کرنے والے اللہ ہیں، اللہ کے سوا کوئی اور طاقت نہیں ہے۔

اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ دعائیں پڑھتے تھے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں عام طور سے آہستہ آہستہ پڑھتے تھے لیکن اکثر وبیشتر نماز کے بعد فرض نماز کا سلام پھیر کر یہ دعا بلند آواز سے پڑھتے تھے، کلمہ توحید اور اس کے بعد أَللّٰھم لامانع لما اعطیت ولامُعطِیَ لِمَا مَنَعْت اے اللہ کوئی روکنے والا نہیں اگر آپ دینا چاہیں، اور کوئی دینے والا نہیں، اگر آپ روک لیں۔

وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ اور آپ کے فیصلہ کو کوئی ٹالنے والا نہیں ہے، کوئی طاقت نہیں کہ آپ کے فیصلہ کو ٹال دے۔ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ اے اللہ آپ کے آگے عزت والے کی کوئی عزت نہیں چلے گی اور کسی بھی طاقت والے کی اور تکبر والے کی اور گھمنڈ والے کو گھمنڈ کام نہیں دے گا، اصل طاقت آپ کے پاس ہے۔ (نورانی محفلیں جلد اول، ص/388)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں شریک ہوئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابوذر! دعا مانگو میں تمہاری دعا پر آمین کہوں گا، تم کیا دعا مانگ رہے تھے؟ ابوذرؓ خاموش سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں، بلالؓ کہتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کر رہے تھے کہ یا اللہ ہم لوگوں کو جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھنا، میں نے کہا ابوذر! توبہ کرو تم اتنی بڑی چیز مانگ رہے ہو جس کے تم مستحق نہیں ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کہاں ہے اور ہم غلامان رسول کہاں ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو تمہاری یہ دعا پسند آگئی تم دعا کرو میں آمین کہوں گا اور پھر دونوں صحابہ رونے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے اصحاب! میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ جب میں جنت میں داخل ہوں گا تو میرے داہنے طرف بلالؓ ہوں گے اور بائیں طرف ابوذر غفاریؓ ہوں گے۔ اللہ اکبر!

جب جب جنتی کو اللہ کا دیدار ہوگا تو اس کا حسن بڑھ جائے گا

حدیث پاک میں ہے کہ جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ پاک کا دیدار ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنا دیدار ہر جنّتی کو کرائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر جنتی اللہ تعالیٰ کو اس طرح دیکھے گا جس طرح ہم دنیا میں سورج کو دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کی

وجہ سے ہر جنّتی کے چہرے پر اتنا نور ہو جائے گا کہ جب وہ اپنے محلوں کو واپس ہوں گے تو ان کی حوریں دیکھ کر کہیں گی کہ آج تم بہت خوبصورت ہو گئے ہو اور جنتی حوریں بھی اپنے محلوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گی، جنتی لوگ کہیں گے اپنی بیبیوں اور حوروں سے، خدا کی قسم! تم بھی تو خوبصورت ہو گئی ہو، تو دونوں کہیں گے کہ دراصل ہماری خوبصورتی اللہ تعالیٰ کے دیدار کی وجہ سے ہے۔

ماں کی دعا سے بیٹے کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں

حافظ ابو بکر طرطوشیؒ لکھتے ہیں کہ اک خاتون بقی بن مخلدؒ کی خدمت میں حاصر ہوئی۔ بقی بن مخلدؒ سرزمین اندلس کے رہنے والے تھے۔ ان کے علم اور تقویٰ کا دور دور تک چرچا تھا۔ یہ علم کا سمندر اور فراست کا پہاڑ تھا۔ دفن درایت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اندلس کے نامور علمائے کرام ہیں ان کا درجہ بڑا امتماز تھا۔ مذکورہ خاتون نے بقی بن مخلدؒ سے عرض کیا کہ میرے بیٹے کو اہل روم نے گرفتار کر لیا ہے۔ میرے پاس اسے فدیہ دیے کر اہل روم سے چھڑانے کے لئے ایک چھوٹے سے گھر کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے اور اس گھر کو فروخت کرنے کی بھی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ کسی اہل خیر کے بارے میں مجھے بتائیں جو میرے بیٹے کو چھڑانے کے لئے فدیہ ادائیگی کر سکے۔ جب سے میرا بیٹا گرفتار ہوا ہے مجھے نہ رات کو چین ہے نہ دن کو قرار ہے۔ میری آنکھوں سے نیند اڑ چکی ہے میں ہر وقت اپنے بیٹے کی رہائی کی عائین مانگتی ہوں۔

بقی بن مخلدؒ نے خاتون کی آہ وزاری سن کر فرمایا اس کے بعد کچھ سوچنے کی مہلت دو، ان شاء اللہ جو بن پڑیگا ضروری کروں گا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا سر جھکا لیا اور اللہ تعالیٰ سے

دعائیں مانگنے لگے۔ادھر والدہ بھی مسلسل دعائیں مانگ رہی ہے اپنے رب سے آہ وزاری کر رہے ہیں۔اور پھر والدہ کی دعائیں رنگ لاتی ہیں چند دنوں کے بدوہ خاتون دوبارہ بقی بن مخلدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ساتھ میں اس کا وہ بیٹا بھی تھا جسے رومیوں نے گرفتار کرلیا تھا۔اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا! ذرا اپنی گرفتاری اور رہائی کی داستان شیخ صاحب کو سناؤ وہ بتانے لگا۔واقعہ یہ ہے کہ روم کہ ایک شہزادے نے مجھے گرفتار کرایا تھا۔میں اس کے قید خانے میں بند پڑا تھا۔قیدیوں پر ایک آدمی مامور تھا،جس کی ہر ادا،ہمیں تکلیف دینے والی تھی۔قید خانہ میں ہماری حالت یہ تھی کہ ہمیں بری طرح زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا ہم اس کی ایزاءرسانی سے اس کی زبان درازی برداشت کرتے۔ایک رات ہم قیدیوں سے انتہائی مشقت کا کام لیا گیا جب ہم کام کر کے قید خانے میں واپس آئے تو اچانک میرے پاؤں کی زنجیر ٹوٹ کر زمین پر گر پڑی۔زنجیر گرنے کا وقت وہی تھا جب اس کی والدہ اور شیخ بقی بن مخلدؒ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا تھا۔نوجوانے نی ءکلام کا سلسلہ جاری رکھتے مزید بیان کیا کہ زنجیر گرتے ہی وہ آدمی جو قیدیوں کی نگرانی پر مامور تھا میرے طرف متوجہ ہو کر کہا ’’تم نے زنجیر توڑ دی‘‘ میں نے معذرت خواہانہ اندام میں جواب دیا نہیں نہیں میں نے اپنی زنجیر کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ بلکہ یہ خود ہی میرے پیر سے ٹوٹ کر گئی ہے چنانچہ اسی وقت لوہار کو بلایا گیا اور زنجیر کی مرمت کروا کر میرے پاؤں میں دوبارہ پہنا دی گئی میں ابھی چند ہی قدم چلا تھا کہ یکا یک زنجیر پھر ٹوٹ کر زمین پر گر پڑی۔اتنی مضبوط زنجیر کا یکا یک ٹوٹ جانا بڑا تعجب خیز معاملہ تھا سپاہیوں کو بڑی حیرت ہوئی یہ معمولی واقعہ نہ تھا سپاہی نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلوایا۔ان کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور پھر بات جیل کے بڑے افسروں تک جا پہنچی۔انہوں

نے اپنے مذہبی پیشواؤں کو بلا کر سارا ماجرا سنایا۔ بڑا پوپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ میرے پاس آیا اس نے پوچھا کیا تیری ماں زندہ ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا وہ کہنے لگا، تیری والدہ کی دعائے قبولیت حاصل کر لی ہے۔ (ماہنامہ نقوش عالم ص/27)

نئے سال کے دعا

اسلامی ہر مہینے نئے چاند کو دیکھ کر پڑھنے کی دعا تو کتابوں میں مرقوم ہے، ہم نے جب نئے اسلامی سال سے متعلق کسی عمل کو تلاش کرنے کی کوشش کی تو قرونِ اولیٰ کا کوئی اور عمل تو ہمیں نہیں مل سکا البتہ بعض کتبِ حدیث میں یہ روایت نظر سے گزری کہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر مندرجۂ ذیل دعا پڑھنے کی تعلیم دیتے تھے۔

اَللّٰھم اَدْخِلْہُ بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ، وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ، وَ رِضْوَانٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ، وَجِوَارٍ مِّنَ الشَّیْطَانِ۔

اے اللہ! اس (نئے سال) کو ہم پر امن وایمان، سلامتی واسلام اور اپنی رضامندی نیز شیطان سے حفاظت کے ساتھ داخل فرما۔ (معجم البحرین: ٤٥٩٦)

مقبولیت کا راستہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب حق تعالیٰ شانہ کسی کو اپنا بناتے ہیں تو اس کے اسباب ویسے ہی جمع فرما دیتے ہیں، ان اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہ ہے کہ اہل اللہ اور خاصان حق کی کسی پر نظر شفقت ہو جاوے، اور صحبت میسر آ جائے تو بہت ہی بڑی چیز ہے، ان کی تو اگر کوئی جوتیاں بھی کھائے تو وہ بھی محروم نہیں رہتا۔ (ملفوظات حکیم الامت، پنجم ۳۵۱)

حضرت شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ نے ''الحکم'' نام سے ایک کتاب لکھی ہے،

جو اہل معرفت کے نزدیک بڑی قابل قدر ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں ایک بات تحریر فرمائی ہے: **سبحان من لم یوصل الی اولیاءہ الامن ارادان یوصلہ الیہ۔** (الحکم لابن عطاء)

ترجمہ: پاکی ہے اس ذات کے واسطے جس نے اپنے اولیاء تک اسی کو پہنچایا جس کو اپنی طرف پہنچانا چاہا۔ (اکمال الشیم ۳۸)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ مرید کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو اہل اللہ کی صحبت میں بھیج دیتے ہیں۔ (تصوف کیا ہے؟ ۹۵)

مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وہ شخص بڑا قسمت ور اور خوش نصیب ہے، جس کو کوئی ایسا ربّانی عالم اور طبیب حاذق میسّر آجائے، جو اس کو متنبہ کرے، اور اخلاقی کمزوریوں اور مخفی بیماریوں سے آگاہ کرے، اور ان سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ تجویز کرے، اور اس کو آسان اور ممکن العمل بناوے اس کو نور باطن مستفید و مریض میں سرایت کرے، اس کی صفات وخصوصیات کا اس پر پرتو پڑے اس کے محاسبہ نفس اور خوف وخشیت کو دیکھ وہ عبرت اور سبق حاصل کرے۔ (دستور حیات ۲۱۸)

حضرت پیر ذوالفقار صاحب دامت برکاتہم اپنے مواعظ میں فرماتے ہیں:

صحبت صلحا ایسا تریاق ہے جو دل کی دنیا کو بدل کے رکھ دیتا ہے، اللہ والوں کی نگاہوں میں وہ تاثیر ہوتی ہے وہ فیضان ملتا ہے جس سے دل کی دنیا بدل جاتی ہے، اس لیے اللہ والوں کی صحبت جس شخص کو نصیب ہوگئی وہ انتہائی خوش نصیب انسان ہے۔ (خطبات فقیر ۱/ ۱۳۳)

بزرگوں سے اپنے بچوں کے لیے دعا کروانا سنتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ماں امِ سلیم نے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش

کیا کہ اب یہ دس سال کا بچہ آپ کی خدمت میں رہے گا، یہ خادم نہیں ہے یہ خویدم ہے **فَادْعُ اللّٰہَ لَہٗ** آپ اس کو دعا دے دیں۔ معلوم ہوا کہ اپنے بزرگوں سے اپنے بچوں کے لیے دعا کی درخواست کرنا یہ بھی سنتِ صحابہ ہے۔ جب بچوں کو بزرگوں کے پاس لے جاؤ تو کہو کہ آپ اس کو دعا دیجیے۔ (آفتاب نسبت مع اللہ، ص/465)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار دعائیں اور ان کا ظہور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس کو چار دعائیں دیں، **اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِیْ مَالِہٖ**۔ اے اللہ! انس کے مال میں برکت دے، **وَوَلَدِہٖ** اور اولاد میں برکت دے، **وَاَطِلْ عُمُرَہٗ** اس کی عمر زیادہ کردے، **وَاغْفِرْ ذَنْبَہٗ** اس کو معاف کردے۔ تو حضرت انس صحابی فرماتے ہیں کہ میرے مال میں اتنی برکت ہوئی کہ اہلِ مدینہ کے کھجور کے درخت سال میں ایک بار پھل دیتے تھے مگر میرے درخت سال میں دو بار پھل دینے لگے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے درخت لگایا لیکن جب سنا کہ اللہ نے حضرت انس کو یہ فضیلت دی ہے تو حضرت انس سے درخواست کی کہ آپ اس درخت کو اکھاڑ کر دوبارہ لگادیں تاکہ آپ کا ہاتھ لگ جائے کیوں کہ آپ کے ہاتھ کو نبی کی دعا حاصل ہے۔ آپ نے اس کا درخت اکھاڑ کے لگادیا تو اس میں بھی دو فصل آنے لگیں۔ اور **وَبَارِكْ فِیْ وَلَدِہٖ** کی دعا کے بارے میں فرمایا کہ میرے اتنے بچے ہوئے کہ **دَفَنْتُ مِنْ صُلْبِیْ مِائَۃً اِلَّا اثْنَیْنِ** میں نے دو کم سو اولاد خود دفن کیں۔ اٹھانوے کو کس طرح بیان کیا! یہ بھی عربوں میں ایک طریقہ ہے ورنہ کیا وہ اٹھانوے نہیں بول سکتے تھے کہ **ثَمَانِیَۃً وَّتِسْعِیْنَ** لیکن فرمایا کہ **دَفَنْتُ مِنْ صُلْبِیْ مِائَۃً اِلَّا اثْنَیْنِ** بلاغت کا ایک طرز یہ بھی ہے۔ اور عمر کے بارے میں فرمایا کہ **اَطِلْ عُمُرَہٗ** کی دعا نے وہ کام

دکھایا کہ نہ پوچھو **فَبَقِیْتُ حَتّٰی سَئِمْتُ الْحَیَاۃَ** میں اتنا زندہ رہا کہ جیتے جیتے تھک گیا، **سَئِمْتُ الْحَیَاۃَ** اپنی زندگی سے تھک گیا۔

یہ بصرہ کے آخری صحابی ہیں وَھُوَاٰخِرُ مَنْ مَّاتَ مِنَ الصَّحَابَۃِ بِالْبَصْرَۃِ اَنَسٌ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ یعنی بصرہ کے آخری صحابی یہی ہیں، ان کے بعد بصرہ صحابہ سے خالی ہوگیا۔ اور فرمایا کہ جب اللہ کے رسول کی تین دعائیں قبول ہوگئیں تو **اَرْجُو الرَّابِعَۃَ**۔

میں چوتھی دعا کی بھی امید رکھتا ہوں کہ میرے نبی کی دعا رد نہیں جائے گی۔

ایسے ہی شیخ نائبِ رسول ہوتا ہے، شیخ کی دعا بھی رد نہیں جاتی۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب شیخ کے پاس بیٹھو تو سمجھ لو گویا کہ تم نبی کے پاس بیٹھے ہو، لفظ ''گویا'' یاد رکھنا ورنہ فتویٰ لگ جائے گا، اور اس کی وجہ بھی حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے کہ شیخ نائبِ رسول ہوتا ہے۔

دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے

دعا کے فوائد وثمرات میں سے ایک یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَایَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَایَزِیْدُ فِی الْعُمْرِ اِلَّا الْبِرُّ: یعنی دعا کے سوا کوئی چیز تقدیر کو روک نہیں سکتی اور سوائے نیکی کے کوئی چیز عمر میں زیادتی نہیں کرسکتی۔ (مظاہر حق جدید: ۳/۸۸)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا ایسی چیز ہے جو تقدیر کو بھی بدل سکتی ہے؛ مگر یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ تقدیر دو قسم پر ہے، ایک تقدیر مُبرم ایک تقدیر معلّق، تقدیر مبرم تو اللہ تعالیٰ کا وہ اٹل اور آخری وحتمی فیصلہ ہوتا ہے جس میں کوئی ردوبدل ممکن نہیں اور تقدیر معلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فیصلہ کو کسی بات پر معلق رکھیں کہ اگر ایسا ہو تو یہ فیصلہ اور اگر ایسا نہ ہو تو دوسرا فیصلہ، تو

اس تقدیر معلق میں حتمی فیصلہ نہیں ہوتا؛ بل کہ فیصلہ ایک بات پر موقوف ہوتا ہے، یہاں حدیث میں تقدیر کے بدل جانے کا یہی معنیٰ ہے کہ جو تقدیر دعا پر معلق وموقوف ہوتی ہے وہ بدل جاتی ہے، مثلاً کسی کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اگر اس بندہ نے دعا نہ کی تو اس پر بیماری ومصیبت آئے گی تو اگر یہ بندہ دعا کرے گا تو یہ تقدیر بدل جائے گی اور مصیبت نہ آئے گی، ہاں اللہ کے علم میں یہ بھی ہوتا ہے کہ بندہ دعا کرے گا یا نہیں یہ الگ بات ہے، غرض یہ کہ تقدیر معلق دعا سے بدل جاتی ہے لہٰذا یہ بھی بہت بڑا نفع اور ثمرہ ہے جو دعا سے حاصل ہوتا ہے۔

دعا کے روحانی ثمرات

دعا کے ظاہری ثمرات میں سے کچھ عرض کئے گئے، اب اس کے باطنی اور روحانی ثمرات وبرکات پر بھی نظر ڈالیے۔

دعا کی حقیقت جو اوپر عرض کی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ دعا دراصل اللہ کے سامنے بندہ کی عاجزی وانکساری اور تذلل وتعبّد کا نام ہے، لہٰذا جب بندہ اس نیت سے دعا کرے تو اس کے اندر یہ اوصاف پیدا اور ظاہر ہوتے ہیں اور وہ اسی عاجزی وانکساری کے ذریعہ اللہ کا قرب ووصال پالیتا ہے، کیوں کہ سب سے بڑی چیز جو وصال وقرب میں مانع بنتی ہے وہ یہی بڑائی اور تکبر ہے جس کے نتیجہ میں شیطان راندۂ درگاہ ہوا، اور جب وہ بڑائی وتکبر نکل کر عاجزی وانکساری پیدا ہوگئی، تو اب قرب ووصول الی اللہ کی راہ میں کوئی مانع نہیں، لہٰذا قرب ووصول کی دولت پالے گا، نیز اس کی وجہ سے جو تعلق مع اللہ نصیب ہوگا تو وہ قلب کو قوت دے گا جس سے سکون وراحت میسر آئے گی اور ہزاروں ظاہری تکالیف ومصائب اور پریشانیاں ہوں؛ مگر وہ اس سے پریشان نہ ہوگا۔

نیز ایک برکت دعا کی یہ ہے کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے جس سے شیطان لرزتا اور کانپتا ہے، کیوں کہ دعا کا ہتھیار اس کے وسوسوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے چناں چہ بعض دعاوں سے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ وہ شیطان سے حفاظت و پناہ کا ذریعہ ہیں۔(مشکوۃ:۲۰۱)
الغرض دعا بے شمار روحانی وظاہری ثمرات وبرکات کی ضامن وحامل ہوتی ہے لہٰذا اس کا خوب خوب اہتمام کرنا چاہئے۔

اپنی تمام حاجات، اللہ ہی سے مانگو

اپنی تمام حاجات وضروریات صرف اور صرف اللہ سے مانگنا چاہئے، حدیث میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لِيَسْأَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْأَلَهُ الْمِلْحَ وَحَتّٰى يَسْأَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ (ترمذی:۳۵۳۷،مشکوۃ:۱۹۶)
(تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنی تمام حاجتیں اپنے پروردگار سے مانگے یہاں تک کہ نمک بھی اسی سے مانگے اور اگر جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو بھی اسی سے مانگے)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ کو اپنی تمام حاجات وضروریات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے، خواہ وہ چھوٹی سے چھوٹی حاجت وضرورت ہی کیوں نہ ہو، جیسے نمک کی حاجت ہو یا جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا چاہیے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دو دعائیں

حضرت ابو علی دقّاق رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اپنی ہر چھوٹی بڑی حاجت وضرورت کو صرف اللہ کے سامنے پیش کرنا معرفت کی نشانیوں میں سے ہے، حضرت ابو علی دقاق رحمہ اللہ

نے اس جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بڑی عمدہ مثال بیان فرمائی ہے، وہ یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ ایک بہت بڑی چیز کا اللہ تعالیٰ سے سوال کیا، وہ یہ کہ انہوں نے اللہ سے عرض کیا {رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ} (اے اللہ! مجھے اپنا دیدار کرا دیجئے کہ میں آپ کو دیکھوں) یہ بہت بڑا اور عظیم سوال تھا کہ اللہ کا دیدار ہو جائے، اس لیے کہ اس سے بڑی کوئی نعمت نہیں کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو جائے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جنت میں جب جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو جنتیوں کو جنت کی ساری چیزیں اس کے سامنے حقیر نظر آئیں گی اور اللہ کے دیدار کی لذت ساری لذتوں پر بھاری ہوگی۔ غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک طرف اللہ سے اتنی بڑی چیز کا سوال کیا اور دوسری طرف ایک اور موقعہ پر دنیوی معمولی حقیر چیزوں کے لیے اللہ ہی کی طرف رجوع کیا اور اپنی محتاجی ظاہر فرمائی، چناں چہ عرض کیا۔ رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ (القصص: ۲۴)

اے میرے رب! میں ان چیزوں کا محتاج ہوں جو آپ میری طرف (کھانا وغیرہ) نازل فرمائیں۔ معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی یا بڑی حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے اور ہر حال میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے، اس لیے کہ در تو صرف اسی کا ہے، اس کے در کے سوا کسی کا کوئی در نہیں جہاں ہماری حاجات پوری ہوتی ہوں، اسی کا ہم کو مکلف بنایا گیا ہے۔

ہمارا ہاتھ سرکاری پیالہ ہے

یہاں ایک بات یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مانگنے کے لیے ہمیں ہاتھ عطا فرمائے ہیں، جیسے بھیک مانگنے والوں کا پیالہ ہوتا ہے، جس کو وہ لوگوں کے سامنے پیش کر کے اس میں بھیک لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سرکاری پیالہ دیا ہے کہ ہم اس بھیک کے پیالہ کو صرف

اللہ کے سامنے پیش کر کے اس سے بھیک لیا کریں اور اس میں تعلیم ہے کہ یہ سرکاری پیالہ کسی اور کے سامنے نہ لے جاؤ، کیوں کہ سرکاری چیز کو سرکاری کاموں میں اور سرکاری اجازت سے استعمال کیا جاتا ہے، اس کے خلاف اس کا استعمال اس کی ناقدری بھی ہے اور قانون شکنی بھی۔ اسی طرح یہ ہاتھ صرف اس کے سامنے پھیلائے جائیں جو ہمارا خالق و مالک، رازق و وکیل ہے، جو رب العالمین ہے، جو آقا بھی ہے، جو داتا بھی ہے، لہٰذا تمام حاجات وضروریات میں اسی کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ اور تمام مشکلات ومصائب میں اسی کی طرف رجوع کرو، اگر اس پیالہ کو ہم نے مخلوق کے سامنے بھی پھیلایا تو خدا کی قسم ہم نے اس کی توہین اور ناقدری کی جس پر عنایت کے بہ جائے عتاب ہونا چاہئے۔

اللہ سے دین ودنیا دونوں مانگو

یہیں سے یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے دنیا بھی مانگنا چاہئے اور دین بھی مانگنا چاہئے؛ اس لیے کہ وہ اللہ ہر چیز کے دینے پر قادر ہے، بعض لوگ دعا میں یہ غلطی کرتے ہیں کہ صرف دنیا مانگتے ہیں، دین نہیں مانگتے، قرآنِ کریم میں دعا مانگنے والوں کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک ان لوگوں کی جو اللہ تعالیٰ سے صرف دنیا مانگتے ہیں، دوسرے ان لوگوں کی جو دین ودنیا دونوں مانگتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا وَمَا لَہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنۡ خَلَاقٍ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّقُوۡلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ نَصِیۡبٌ مِّمَّا کَسَبُوۡا وَاللّٰہُ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ** (البقرۃ:۲۰۰تا۲۰۲)

اور لوگوں میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں

دید یجیے، ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بھلائی دیجیے، اور آخرت میں بھی بھلائی دیجیے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیجیے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے حصہ ہے ان کی کمائی کا، اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ حج کے موقعہ پر اللہ سے صرف دنیا مانگتے تھے، ان کے بارے میں پہلی آیت آئی ہے اور ان کے بارے میں کہا گیا کہ آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں اور مومن لوگ اللہ سے دین و دنیا دونوں مانگتے تھے ان کے بارے میں دوسری آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول:۱/ ۴۰)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے جہاں دنیا مانگیں، وہاں دین بھی مانگیں صرف دنیا پر اکتفا کرنا، اہل کفر کا کام ہے۔

گناہ کی دعا نہ کرے

دعا کی قبولیت کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ دعا میں کسی گناہ کی درخواست نہ کی جائے اور نہ قطع رحمی کی دعا کی جائے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللهَ بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللهُ إِيَّاهُ أَوْ صَرَفَ عَنْهُ السُّوْءَ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ**۔ (ترمذی:۳۴۹۷ وقال حدیث حسن صحیح، احمد:۲۱۷۲۰)

زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ وہ اللہ سے کوئی دعا کرے؛ مگر اللہ اس کو وہ چیز عطا فرمادیتے ہیں یا اس سے اس کے برابر کوئی برائی دور فرمادیتے ہیں، جب تک کہ وہ گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں ہے کوئی ایسا مسلمان جو اللہ سے کوئی دعا کرے، جس میں گناہ اور قطعِ رحمی کی دعا نہ ہو؛ مگر اللہ تعالیٰ اس کو تین باتوں میں سے ایک ضرور دیتے ہیں، یا تو اس کو دنیا ہی میں وہ چیز دے دیتے ہیں یا آخرت کے لیے اس کو اُٹھا رکھتے ہیں یا اس کے برابر اس سے کوئی برائی دور فرما دیتے ہیں“۔ (احمد:۱۰۷۰۹،شعب الایمان:۲/۴۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قطعِ رحمی یا کسی اور گناہ کی دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتے، اس لیے دعا کرتے وقت اس پر بھی توجہ دینا چاہئے کہ کوئی گناہ کی بات دعا میں نہ آجائے اور اس دوسری حدیث کے الفاظ سے اس طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ اگر دعا میں دیگر باتوں کے ساتھ گناہ کی دعا کی گئی تو اللہ تعالیٰ اس پوری ہی دعا کو قبول نہیں کرتے۔

دعا میں پہلے حمد وصلوٰۃ ہونا چاہئے

ادب وسنت یہ ہے کہ دعا سے پہلے خوب اللہ کی حمد وثنا کی جائے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے پھر دعا کی جائے۔ ایک حدیث میں حضرت فُضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک شخص داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی، پھر دعا کی کہ ”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مصلّی! تو نے جلد بازی سے کام لیا ہے، جب تو نماز پڑھے اور بیٹھے تو پہلے اللہ کی اس طرح حمد وثنا کر جیسا کہ وہ اس کا مستحق ہے، پھر مجھ پر درود بھیج، پھر دعا کر، اس کے بعد اس شخص نے نماز پڑھی پھر اللہ کی حمد کی اور درود پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب دعا کر قبول ہوگی۔ (ترمذی:۳۳۹۸ وقال حسن،نسائی:۱۲۶۷)

اس سے واضح ہوا کہ دعا کا ادب یہ ہے کہ اولاً اللہ کی تعریف کی جائے، جیسے بعض روایات میں ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح اللہ کی حمد فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ وَلَكَ الشُّكْرُ كُلُّهٗ وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهٗ وَلَكَ الْخَلْقُ كُلُّهٗ بِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهٗ وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ الْأَمْرُ كُلُّهٗ۔ (الحزب الاعظم: ص ۱۱۷)

اے اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے اور تیرے ہی لیے سارا شکر ہے اور سارا ملک تیرا ہے اور تمام مخلوق تیری ہے، تیرے ہی قبضہ میں سارا خیر ہے اور سارے معاملات آخر کار تیرے ہی سامنے آتے ہیں۔

حمد کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جائے، پھر دعا مانگی جائے۔ علما نے فرمایا ہے کہ درود ایسی چیز ہے جو اللہ کے نزدیک مقبولیت کا درجہ حاصل کر چکی ہے، اس کے قبول نہ ہونے کا کوئی خدشہ نہیں اس لیے دعا سے پہلے اگر درود پڑھ لیا جائے تو اس کے ساتھ کی جانے والی دعاؤں کے قبول ہونے کی بھی اُمید غالب ہو جاتی ہے۔

دعا سے پہلے توبہ واستغفار

حمد وثنا اور درود کے بعد پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کی جانی چاہیے اور اللہ سے اس سلسلے میں استغفار کرنا چاہیے۔ عاجزی وندامت کے ساتھ، روتے اور گڑ گڑاتے ہوئے اور آئندہ کے لیے ترکِ گناہ کا عزمِ مصمم کرتے ہوئے، معافی مانگنی چاہیے، پھر اپنی حاجات وضروریات کو پیش کیا جائے، یہ نہیں کہ دعا شروع کرتے ہی اپنی ضروریات وحاجات کا سوال کیا جائے، کیوں کہ ذرا سوچیے کہ ہم سے روزانہ کتنے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں، اللہ کی ناراضی کے کتنے کام صادر ہوتے ہیں اور اس کے کس قدر احکامات ہم سے فوت ہوتے رہتے ہیں؟ اگر

ان گناہوں اور خدا کی ناراضی کے ساتھ دعا کی جائے، تو کیسے قبول ہوگی؟ یہ الگ بات ہے کہ اس رحمان و رحیم کی بے پناہ عنایات و احسانات اور اس کے بے انتہا افضال و انعامات کے پیشِ نظر یہی اُمید ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کے باوجود ہماری سنتا ہے اور قبول کرتا ہے؛ مگر ادب کا تقاضا یہی ہے کہ ہم دعا کرتے ہوئے پہلے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اپنے آقا و مالک کو راضی کرنے کی کوشش کریں، کیوں کہ اگر وہی ناراض ہو تو پھر ہم کو ساری کائنات بھی دے دی جائے تو وہ بے فائدہ اور بے مزہ ہے اور اگر وہ راضی ہو تو چاہے کچھ بھی نہ ملے، تب بھی سب کچھ حاصل ہے۔

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ''صید الخاطر میں فرمایا: میں نے اپنے نفس کی طرف سے عجیب معاملہ دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات مانگتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے، میں نے اس سے کہا کہ اے بُرے نفس! کیا تجھ جیسا (گناہ گار) بھی (اللہ کے سامنے) بولتا ہے؟ اگر بولے بھی تو تیرا سوال صرف اپنے گناہوں کی معافی کا ہونا چاہئے، نفس نے کہا کہ پھر میں اپنی حاجات و مرادات کس سے طلب کروں؟ میں نے کہا کہ میں تجھ کو اللہ سے اپنی حاجات کا سوال کرنے سے منع نہیں کر رہا ہوں؛ بل کہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ پہلے توبہ کرلے، پھر اپنی حاجات کا سوال پیش کرنا۔ (صید الخاطر: ۱۳۰)

غرض یہ کہ اپنی مراد و حاجت کے مانگنے سے پہلے توبہ واستغفار کرکے اللہ کو راضی کرلینا دعا کا ایک اہم ادب ہے، اس کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔

اللہ سے لگ لپٹ کر مانگنا چاہئے

دعا کا ایک ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے لگ لپٹ کر دعا کرنا چاہئے یعنی دعا سرسری طور پر نہ

ہونا چاہئے ؛ بل کہ اس طرح ہونا چاہئے جیسے بچے اپنے والدین سے لگ لپٹ کر مانگتے ہیں اور جب تک لیتے نہیں ، ٹلتے نہیں ، حضرت مرشدی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے ہیں کہ دعا کرنا بچوں سے سیکھو کہ جس طرح وہ اپنے ماں باپ سے لگ لپٹ کر مانگتے ہیں ، اس طرح مانگو۔

اور قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے: **وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآئَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا** ۔ اور تم اللہ کو یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ (البقرۃ: آیت: ۲۰۰)

اس آیت کی متعدد تفسیریں ہیں ، ان میں سے ایک مطلب حضرت عطاء ، حضرت ضحاک و حضرت ربیع سے یہ منقول ہے کہ تم اللہ کو اس طرح پکارو جس طرح تم اپنے والدین کو لگ لپٹ کر پکارتے ہو اور اس سے اس طرح استغاثہ کرو جیسے تم اپنے بچپن میں اپنے والدین سے استغاثہ کرتے تھے۔ (دیکھو طبری: ۲/ ۲۹۷، قرطبی: ۲/ ۴۳۱)

مطلب یہ ہے کہ والدین سے جس طرح پیار و محبت اور ذوق و شوق سے مانگتے ہو ، اسی طرح ؛ بل کہ اس سے زیادہ پیار و محبت اور ذوق و شوق سے اللہ سے مانگو۔

آج کل لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا میں وہ ذوق و رغبت اور شوق و محبت کا مظاہرہ نہیں کرتے جو ہونا چاہئے ؛ بل کہ نہایت سرسریت و سطحیت اور انتہائی بے ذوقی کے ساتھ دعا کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنْ شِئْتَ وَ لٰكِنْ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ وَ لْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ، فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَتَعَاظَمُهٗ شَيْئٌ اَعْطَاهُ** (مسلم: ۴۸۳۸، احمد: ۹۵۲۱)

(جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو یوں نہ کہے کہ اے اللہ ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت کر دے ؛ بل کہ پورے عزم سے سوال کرے ، اور اس کی طرف پوری طرح رغبت و میلان ظاہر کرے ، کیوں کہ اللہ کو کوئی چیز بڑی نہیں جو وہ عطا کرے۔

اس حدیث کا مطلب بھی یہی ہے کہ بے توجہی اور بے ذوقی کے ساتھ دعا نہ کی جائے؛ بل کہ پورے ذوق وشوق اور رغبت ومیلان کے ساتھ دعا کی جائے۔

دعا غفلت کے ساتھ نہ ہو

اسی طرح ایک ادب دعا کا یہ ہے کہ حضورِ قلب اور توجہ کے ساتھ دعا کی جائے ، اگر کوئی شخص کسی بادشاہ کے دربارِ عالی میں جائے اور بادشاہ سے اپنی کچھ حاجت وضرورت پیش کرنا چاہے تو کیا وہ غفلت و بے توجہی کے ساتھ پیش کرے گا یا پوری توجہ اور حضورِ قلب کے ساتھ پیش کرے گا؟ پھر سوچو کہ اگر کسی نے بادشاہ کے پاس جا کر بے توجہی اور غفلت کا مظاہرہ کیا تو کیا وہ بادشاہ کی جانب سے مستحقِ انعام واحسان ہوگا یا مستحقِ عقاب وعتاب ہوگا؟ جب ہم جیسا ایک معمولی انسان جو عارضی و فانی ومجازی حکومت کا عارضی ومجازی مالک ہے، اس سے بھی غفلت کے ساتھ مانگنا جرم ہے، تو حقیقی و دائمی ازلی وابدی حکومت کے حقیقی بادشاہ اللہ تعالیٰ سے اگر غفلت کے ساتھ مانگا جائے تو کیا یہ جرمِ عظیم نہ ہوگا؟ اسی لیے حدیثِ پاک میں صاف طور پر فرمایا گیا ہے: **وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللهَ لاَ يَسْتَجِيْبُ لِعَبْدٍ دَعَاهُ عَنْ ظَهْرِ قَلْبٍ غَافِلٍ**: جان لو کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی دعا قبول نہیں کرتے جو غافل دل سے دعا کرے۔ (احمد: ٦٨٦٣ حسّن اسنادہ المنذری فی الترغیب: ٢/٤٩١)

ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہی مضمون ان الفاظ سے نقل کیا گیا ہے: **وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ**. جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتے) (ترمذی: ٣٤٠١، حاکم: ١/٦٧٠)

لہٰذا دعا میں خشوع وخضوع کا، توجہ وانابت کا اور حضورِ قلب کا، پورا پورا اہتمام کرنا چاہئے،

تا کہ ہماری دعائیں قبولیت کا درجہ پا سکیں اور وہ ''**دعا لا یسمع**'' بن کر نہ رہ جائے، جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

دعا میں رونا بھی چاہئے

اسی سلسلہ کی ایک بات یہ ہے کہ دعا میں اللہ کے سامنے خوب رونا اور گڑگڑانا بھی چاہئے ،احادیث اور آثار صحابہ میں رونے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **يَآ اَيُّهَا النَّاسُ ابْكُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكُوْا**، (یعنی تم رویا کرو اور اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت ہی بنالو (ابن المبارک فی الزھد عن انس: ۱/ ۸۵، وابن ماجہ عن سعد بن ابی وقاص: ۴۱۸۶)

ایک اور حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جو جانتا ہوں وہ اگر تم جان لیتے تو تم بہت زیادہ روتے اور بہت کم ہنستے اور جو میں جانتا ہوں، وہ اگر تم جان لیتے تو تم میں سے ایک ایک بھی سجدہ میں پڑ جاتا، حتیٰ کہ اس کی پیٹ ٹوٹ جاتی اور وہ (اللہ کے سامنے روتے ہوئے) چیختا حتیٰ کہ اس کی آواز ہی بند ہوجاتی، پس تم رویا کرو اور اگر نہ روسکو تو رونے کی صورت ہی بنالو

ان احادیث میں اگر چہ بالخصوص دعا میں رونے کا ذکر نہیں ہے؛ لیکن اتنا تو معلوم ہوا کہ رونے کی ضرورت ہے اور اس کا ایک اہم موقعہ دعا بھی ہے۔

ایک بزرگ کی حکایت

مولانا رومی رحمہ اللہ نے ایک بزرگ کی حکایت لکھی ہے کہ وہ حاجت مندوں کو کبھی مایوس نہ کرتے اور ہر سائل کی ضرورت پوری کرتے اور اپنے پاس ہوتا تو دے دیتے اور اگر نہ ہوتا تو کسی

سے قرض لے کر دے دیتے، اس طرح ان بزرگ کے ذمے بہت سے لوگوں کا قرض ہو گیا اور ایک دن سارے قرض خواہ آپس میں مشورہ کر کے آپ کے پاس جمع ہو گئے اور عرض کیا کہ آج ہم آپ سے اپنا اپنا قرض وصول کرنے آئے ہیں اور جب تک آپ دیں گے نہیں، ہم یہاں سے واپس نہ ہوں گے، ان بزرگ نے فرمایا کہ آپ حضرات تشریف رکھیں، اللہ تعالیٰ دیں گے، تو میں دے دوں گا، سارے قرض خواہ بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے، اسی درمیان باہر سڑک کی طرف سے آواز محسوس ہوئی، بزرگ نے خادم سے معلوم کیا کہ کیا آواز ہے؟ خادم نے بتایا کہ ایک بچہ ہے جو حلوا بیچ رہا ہے، فرمایا کہ بھائی اس کو بلاؤ اور ان مہمانوں کی خاطر داری کرو، خادم نے اس بچہ کو بلایا اور معلوم کیا کہ حلوا کتنا ہے اور کتنے کا ہے؟ اور پھر ان بزرگ کو اس کی اطلاع کی، انہوں نے اس بچہ سے فرمایا کہ سارا حلوا تول دو، اور ان سب کو کھلا دو، اور تم بھی کھاؤ، چناں چہ اس بچہ نے حلوا تولا اور سب کو کھلا دیا، جب سب کھا چکے تو اس بچہ نے حلوے کی قیمت مانگی، ان بزرگ نے فرمایا کہ اگر پیسے ہوتے تو یہ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہوتے؟ یہ لوگ اسی لیے یہاں بیٹھے ہیں کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں، تو بھی ان کے ساتھ بیٹھ جا، اگر اللہ نے دیا تو تجھے بھی دے دیں گے، یہ سن کر وہ بچہ زور زور سے رونے لگا اور کہا کہ میری ماں مجھے مارے گی اگر میں پیسے لیکر نہ جاؤں۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ کسی نے ان بزرگ کے دروازے پر دستک دی، خادم نے دیکھا تو ایک صاحب ہیں، جو اپنے ہاتھ میں ایک تھیلی لیے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ حضرت کے لیے یہ تحفہ لایا ہوں، اس کو آپ تک پہنچا دو، خادم اس کو لے آیا اور حضرت کی خدمت میں پیش کر دیا، آپ نے فرمایا کہ اس کو کھولو اور دیکھو کہ کیا ہے؟ جب دیکھا تو اس میں اشرفیاں تھیں، فرمایا کہ

اللہ نے ان قرض خواہوں کے لیے بھیج دی ہیں، ان کو گن گن کر سب کا قرضہ ادا کر دو، خادم نے ان کو گنا اور قرض خواہوں کو دے دیا، اس تھیلی میں اتنی رقم تھی کہ سارے قرض خواہوں کا قرض ادا ہو گیا اور ساتھ ہی اس بچہ کے حلوے کی رقم بھی ادا ہو گئی اور سب لوگ چلے گئے، اس کے بعد ان بزرگ نے اللہ کی جناب میں عرض کیا کہ اے اللہ! مجھے یقین تھا کہ آپ ضرور دیں گے؛ مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ نے اتنا رُسوا کر کے کیوں دیا؟ اس پر ان کو اللہ کی طرف سے الہام ہوا کہ ہم تو دینا ہی چاہتے تھے اور یہاں مانگنے والے تو سب تھے؛ مگر کوئی رونے والا ہی نہیں تھا، اس لیے ہم نے تاخیر کر دی اور جب یہ بچہ رونے لگا تو ہم نے اسی کی برکت سے دے دیا، یہ قصہ اس بات کے سمجھنے کے لیے کافی ہے کہ اللہ کو رونا بہت پسند ہے اور رونے پر اللہ کی عنایت متوجہ ہوتی ہے، اس لیے دعا میں خوب رونا اور گڑگڑانا چاہیے۔

زَر، زَوْر، اور زارِی

ایک بزرگ کی بات یاد آئی، وہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی سے کام نکالنے کے تین طریقے ہیں، یا تو زور دکھاؤ یا زَر دکھاؤ یا زاری کرو، دنیا میں لوگوں سے کام ان تینوں طریقوں سے نکالا جاتا ہے، چناں چہ بعض وقت کام بنانے کے لیے زور دکھانا پڑتا ہے اور زور کی بنا پر دوسرا آدمی ڈر کر ہمارا کام کر دیتا ہے اور بعض اوقات کام بنانے کے لیے زَر دکھانے کی نوبت آجاتی ہے اور لالچی آدمی زر کو دیکھ کر ہمارا کام کر دیتا ہے، جیسے عموماً سرکاری دفاتر میں ہوتا ہے کہ افسر کو آپ رشوت کا لالچ دیں تو کام کرے گا ورنہ نہیں، یہ دونوں طریقے اللہ تعالے کے دربار میں نہیں چلیں گے، اس لیے کہ وہ آقا ساری طاقتوں کا منبع ہے اس کو کس کا زور مرعوب کر سکتا ہے؟ اسی طرح وہ مالک دو عالم ہے جس کے پاس سارے خزانے ہیں،

وہ کسی کی دولت و مال سے کیا متاثر ہوسکتا ہے؟ اس کو نہ کسی کا خوف مرعوب کر سکتا ہے اور نہ کسی کا لالچ متاثر کرسکتا ہے، اس لیے اللہ کے دربار میں نہ زور دکھانے سے کام چلے گا اور نہ زر دکھانے سے کام چلے گا۔ فرمایا کہ اس کے دربار میں تو صرف اور صرف زاری سے کام نکلے گا، یعنی رونے اور گڑگڑانے اور عجز و نیاز سے اللہ کے یہاں کام نکلے گا، اس لیے اللہ سے مانگنا ہو تو زاری سے کام لینا چاہیے۔

دعا قبولیت کے یقین سے کی جائے

اس سلسلے کا ایک اہم ادب یہ ہے کہ دعا کرتے ہوئے اس کا یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعایں قبول فرمائیں گے، اس بارے میں شک و شبہ اور تذبذب نہ ہونا چاہیے، کیوں کہ حدیث میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **اُدْعُوا اللهَ وَ اَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ** (ترمذی:۳۴۰۱، احمد:۶۳۶۸)

تم اللہ سے دعا کرو اس حال میں کہ تم قبولیت کا یقین رکھو۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سوال و طلب کے وقت، دل میں بے یقینی کی کیفیت نہ ہونا چاہیے؛ بل کہ اس کی جگہ اللہ سے اُمید اور حسنِ ظن ہونا چاہیے کہ وہ ہماری دعا کو قبول کریں گے۔

جلدی مچانا بُرا ہے

بعض لوگ دعا تو کرتے ہیں؛ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب بعض مصلحتوں کی وجہ سے اس کی قبولیت میں تاخیر ہوتی ہے، تو مایوسی کا شکار ہوجاتے ہیں اور بعض تو اس سے بڑھ کر دعا کرتے ہی واویلا مچانا شروع کردیتے ہیں کہ ہم نے دعا کی؛ مگر قبول ہی نہیں ہوئی، اصل میں یہ سب شیطانی وساوس اور فریب کاری کا ایک حصہ ہے، شیطان اللہ کے بندوں کو اللہ سے

کاٹ کر مختلف قسم کی گمراہیوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے، اس لیے وہ اس تدبیر سے بندے کو اللہ سے مایوس کراتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **یُسْتَجَابُ لِاَحَدِکُمْ مَالَمْ یَعْجَلْ،یَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ** ۔ (بخاری: ۵۸۶۵، مسلم: ۴۹۱۶، ترمذی: ۳۳۰۹، ابوداود: ۱۳۶۹، ابن ماجہ: ۳۸۴۳، احمد: ۸۷۸۴، مالک: ۴۴۶)

یعنی تمہاری دعا قبول کی جائے گی جب تک کہ جلدی نہ مچائی جائے (اور جلدی مچانا یہ ہے کہ بندہ) یوں کہے کہ میں نے دعا کی؛ مگر قبول نہیں ہوئی۔

معلوم ہوا کہ دعا کے بارے میں جلدی مچانا اور اس طرح کہنا کہ میں نے دعا کی؛ مگر قبول نہیں ہوئی، مایوسی کی پیداوار ہے، اس لیے اس سے بچنا چاہئے۔

بددعا نہ کرو

دعا کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ برائی کی دعا نہ کرے، یعنی بددعا نہ کرے، نہ اپنے اوپر اور نہ کسی دوسرے پر، بعض لوگوں کی اور بالخصوص عورتوں کی عادت ہے کہ بات بات پر بددعا کرنے لگتے ہیں، یہ طریقہ اسلام کا نہیں ہے، ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لَاتَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ وَلَاتَدْعُوْا عَلٰی اَوْلَادِکُمْ وَلَاتَدْعُوْا عَلٰی اَمْوَالِکُمْ، لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰہِ سَاعَۃً یَّسْأَلُ فِیْھَا عَطَاءً فَیَسْتَجِیْبَ لَکُمْ** (مسلم: ۵۳۲۸، ابن حبان: ۱۳/ ۵۲)

تم اپنے حق میں اور اپنی اولاد کے حق میں اور اپنے مالوں کے حق میں بددعا نہ کرو، مبادا وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہو اور تمہاری دعا اللہ قبول کرلے۔

اسی طرح ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ اپنے اوپر موت کی دعا بھی نہ کرو، چناں چہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **لَا**

یَتَمَنَّی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہٗ اِنَّہٗ اِذَا مَاتَ اِنْقَطَعَ عَمَلُہٗ وَاِنَّہٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُہٗ اِلَّا خَیْرًا۔ (مسلم: ۴۸۴۳، احمد: ۷۸۴۲)

تم میں سے کوئی اپنی موت کی تمنا نہ کرے اور نہ موت کے آنے سے پہلے اس کی اللہ سے دعا کرے، کیوں کہ جب موت آجائے تو عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے اور مؤمن کی عمر تو اس کے لیے خیر میں اضافہ ہی کرتی ہے۔

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی ہی کے لیے دعا کرنا چاہئے، بددعا کرنا اور موت کی دعا کرنا، ادب کے بھی خلاف ہے اور شرع کے بھی خلاف ہے۔

عام طور پر مائیں اپنی اولاد پر جب غصہ ہوتی ہیں، تو ان پر بددعا کرتی اور ان کو کوس دیتی ہیں اور ان کی توجہ اس طرف نہیں ہوتی کہ اگر یہ بددعا قبول ہوجائے تو کیا ہوگا؟ کیا یہ بددعا دینے والی مائیں اس کو بہ دل و جان قبول کرلیں گی؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یہ بتایا ہے کہ بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں، جس میں دعاؤں کی قبولیت مقدر ہوتی ہے اور ایسے اوقات میں جو دعا بھی کی جائے وہ اللہ کے یہاں قبول ہو جاتی ہے، اس لیے دعا کرنے والا اس کا خیال رکھے کہ دعا خیر اور بھلائی کی کی جائے، بد دعا نہ کی جائے، ورنہ کہیں بعد میں پچھتانا پڑے۔

حضرت خواجہ شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی چند مجرب اور آزمودہ دعائیں

سلطان الہند حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے راحت القلوب میں جو حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے مندرجہ ذیل دعائیں ناچیز کو

دوران مطالعہ ملیں تو دل چاہا کہ قارئین کے استفادہ کے لئے پیش کر دیا جائے، بہت ممکن ہے کہ ان سے طالبین کو فائدہ ہو کیونکہ اللہ کے نیک بندے کا کہا ہوا اللہ کا کہا ہوا ہوتا ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گر چہ از حلقوم عبد اللہ بود

اس لئے برکۃً میں نے ان کو ذکر دیا ہے عقیدت کے ساتھ ان کا اہتمام کریں ضرور نفع ہوگا ،اللہ تعالیٰ مجھے بھی نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

رنج و غم دور ہونے کی دُعا

ارشاد ہوا میں نے امام محمد شبانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں پڑھا ہے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کو کوئی رنج و غم یا کوئی سخت مرحلہ پیش آجائے تو اسے چاہیئے کہ جب وہ صبح کی نماز ادا کر چکے تو سو مرتبہ کہے: **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الَّا بِاللّٰهِ العَلِيِّ العَظِيمِ يَافَرْدُيَاوُتْرُيَاآحَدُيَاصَمَدُ۔**

کشایش رزق کی دُعا

شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ میں شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا اور وہاں دعا کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں۔ حضرت قطب صاحبؒ نے فرمایا جس کو معاش کی تنگی ہو وہ اس دُعا کا ورد کرے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَادَائِمَ العِزِّ وَالمُلْكِ وَالبَقَاءِ يَاذَاالجُودِ وَالعَطَاءِ يَاوَدُودُ ذَاالعَرْشِ المَجِيدُ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ۔

آیۃ الکرسی کے فضائل

پھر آیت الکرسی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی ،فرمایا کہ جس روز آیۃ الکرسی نازل ہوئی ستر ہزار فرشتے مہتر جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ آئے تھے اور جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا تھا کہ اسے باعزاز و کرام لیجئے ارشاد خداوندی ہے کہ جو میرا بندہ آیۃ الکرسی پڑھے گا ہر حرف کے بدلے ہزار سال کی عبادت کا ثواب پائے گا اور ہزار فرشتے جو کرسی کے پاس کھڑے پڑھ رہے ہیں اُن کا ثواب بھی اسی کو ملے گا اور اسے اپنے مقربوں میں شمار کروں گا۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ فتاویٰ ظہیری میں مرقوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں جو کوئی اپنے گھر سے باہر جانے کے وقت آیۃ الکرسی پڑھے خدا تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس کے واپس آنے تک اس کے واسطے دعائے مغفرت کرتے ہیں ،بعد ازاں فرمایا کہ شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے گھر میں جانے کے وقت آیۃ الکرسی پڑھے گا خدا اس کے گھر سے فقر و فاقہ کو دور فرمائے گا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ میں نے جامع الحکایت میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک درویش کے گھر میں رات کو چور آئے درویش نے یہ آیۃ الکرسی پڑھ کر گھر کا حصہ باندھ رکھا تھا ،چوروں نے جو اس کے اندر منہ داخل کیا سب کے سب اندھے ہو گئے ،دریش صاحب بیدار ہوئے اور اس حال کو معلوم کر کے باہر آئے اور پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ چور ہیں ،چوری کے واسطے آپ کے ہاں آئے تھے ،لیکن قدرت نے ہمیں اندھا کر دیا ،آپ

دُعافرمائے کہ ہماری آنکھیں مل جائیں، ہم اس کام سے تائب ہوکرآپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوتے ہیں، درویش نے تبسم فرمایا اور کہا آنکھیں کھولو آنکھیں کھولیں تو ان میں بینائی تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

ہرمہم میں کامیاب ہونے کی دُعا

پھر ارشاد ہوا کہ بحالت درماندگی ولاچارگی جو شخص ان کلمات کو ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا وہ مہم اس کی ضرور پوری ہوگی۔ اَقوی مُعِینٍ وَاَھدیٰ دَلِیلٍ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اعمال مقبول ہونے کی دُعا

اس بعد ارشاد ہوا کہ میں نے تفسیر زاہدی میں دیکھا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اُس کے اعمال مقبول ہوں تو اس کے لئے یہ آیت ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

دنیاودین کی بھلائی کی دُعا

اگر کوئی چاہے کہ دنیا وآخرت میں بھلائی پائے اور آتش دوزخ سے محفوظ رہے تو یہ آیت پڑھا کرے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

ثابت قدم رہنے کی دُعا

اور اگر بڑے بڑے کاموں میں صابر رہنے کا آرزومند ہو اور ہر معاملے میں ثابت قدم اور دشمنوں پر ظفریاب رہنا چاہتا ہو تو یہ آیت مجرب ہے۔ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔

اطمینان قلب کی دُعا

اگر یہ منظور ہو کہ اس کا دل ایمان اور امان کے ساتھ رہے اور رحمت الٰہی اُس کے شامل حال ہو تو یہ آیت پڑھے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد حاضر تھے اور سابقہ پیغمبروں کا حال بیان ہو رہا تھا کہ ایک صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میرا دل کیونکر مطمئن ہو کہ میں با ایمان جاؤں گا، حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے اس سوال پر متفکر ہوئے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میں یہ آیت لایا ہوں، جو شخص اس آیت کا ورد رکھے گا اس کا دل ایمان کی طرف مطمئن ہو گا اور اُمید ہے کہ وہ با ایمان ہی جائے گا پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آیت مذکورہ کا نزول اُن صحابی کے التماس پر ہوا تھا۔

خاصان خدا میں شامل ہونے کی دُعا

پھر ارشاد فرمایا کہ جو شخص دوستانِ خدا میں جمع ہونا چاہے وہ یہ آیت بکثرت پڑھے۔ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔ اس کے بعد فرمایا نہ معلوم پھر کیا وجہ ہے کہ اس سعادت سے لوگ اپنے آپ کو محروم رکھتے ہیں۔

اولاد طلب کرنے کی دُعا

پھر فرمایا جب کسی کو کوئی مہم درپیش ہو یا کسی کا غلام بھاگ گیا ہو یا وہ نیک اور پارسا فرزند کی

خواہش رکھتا ہو تو یہ آیت پڑھا کرے۔ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ۔ بعد ازاں فرمایا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے یہی آیت پڑھی تھی جو خداوند تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا فرزند ان کو عنایت کیا جو صغر سنی میں ہی خوف الٰہی سے اس قدر روتے تھے کہ رخساروں کا گوشت گل گیا تھا، ان کے والد حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کی والدہ سمجھاتیں کہ تم ابھی بچہ ہو تم کو اس قدر خوف کس لئے ہے؟ تو جواب دیتے تھے کہ اے والدہ میں دیکھتا ہوں کہ جب تم ہنڈیا کے نیچے آگ سُلگاتی ہو تو پہلے چھوٹی لکڑیاں رکھتی ہو، جب اُن میں آگ کی بنیاد مضبوط ہو جاتی ہے اس وقت بڑی لکڑیاں لگاتی ہو تو مجھ کو بھی اندیشہ ہے کہ دوزخ میں پہلے چھوٹوں کو ڈالا جائے گا۔

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ میں سیوستانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا نہایت بزرگ اور بوڑھے آدمی اور صاحب ولایت تھے، سلوک کے متعلق حکایت ہو رہی تھی اور درویش آپس میں بحث کر رہے تھے ایک شخص آیا اور قدم بوس ہو کر بیٹھ گیا خواجہ محمد سیوستانیؒ نے اپنی روشن ضمیری سے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ایک حاجت مند آیا ہے، فوراً وہ قدم بوس ہوا اور عرض کی کہ ہاں فرمایا جا اس آیت کو پڑھا کر خداوند تعالیٰ تجھ کو فرزند صالح عنایت کریگا آیت یہ ہے۔ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ۔ وہ شخص چلا گیا اور حق تعالیٰ نے اس کو ایسا نیک فرزند عنایت کیا جو صاحب سجادہ ہوا اور جس نے برہنہ پا ستر حج کئے اور اسی نیت میں مرا۔

صالحین کے ساتھ حشر ہونے کی دُعا

بعد ازاں فرمایا کہ کشاف میں لکھا دیکھا ہے کہ جب آدمی یہ چاہے کہ اس کا حشر نیک مردوں کے ساتھ ہو اور عرصات قیامت کو دیکھ لے تو یہ آیت پڑھا کرے۔ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا

وَعَدتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیعَادَ۔ پھر حکایت بیان فرمائی کہ بخارا میں ایک شخص فسق وفجور کے سبب مشہور تھا، جب وہ مرا تو اس کو خواب میں اولیاء اللہ اور دوستانِ خدا کے ساتھ دیکھا تعجب سے پوچھا کہ یہ دولت کہاں سے پائی؟ کہا میں نے تفسیر کشاف میں دیکھا تھا کہ جو شخص اس آیت کو پڑھے گا وہ نیک مردوں کے ساتھ ہوگا بس اس کو صدق دل سے پڑھتا تھا خداوند تعالیٰ نے جو تھوڑی چیز کا قبول کرنے والا اور بڑی بخشش فرمانے والا ہے، میری یہ ذراسی عبادت قبول فرمائی اور میرے تمام گناہوں کو بخش دیا، اب مجھ کو حکم ہے کہ دوستاں خدا ہی میں رہوں۔ آیت یہی ہے۔ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیعَادَ۔

ظالموں سے نجات پانے کی دُعا

پھر شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ظالموں کے ہاتھ سے نجات پانی چاہے تو لازم ہے کہ اس آیت کا ورد کرے۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا۔ اس آیت کا پڑھنے والا ہمیشہ مظفر ومنصور رہے گا، بعد ازاں فرمایا کہ ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ غول بیابانی سے مشغول جنگ تھے اور بہت پریشان ہو گئے تھے، آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں عریضہ بھیجا کہ تمام تدبیریں کرلیں اور جو کچھ کہ جنگ کے طریقے تھے بجالایا جب عریضہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا بے حد دل تنگ ہوئے، فوراً جبرئیل علیہ السلام یہ پیغام لائے کہ اس کو پڑھیں اس کی برکت سے مظفر ومنصور ہوں گے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت حضرت علی کرم اللہ

وجہ کو لکھ کر بھیجدی اور انہوں نے تعمیل ارشاد کی اور غالب ہوئے اس غول کو زندہ گرفتار کر کے مدینہ میں لائے وہ فتح اسی آیت ہی کی برکت سے ہوئی تھی۔

وسعت رزق اور رحمت و برکت نازل ہونے کی دُعا

پھر فرمایا کہ مولانا برہان الدین زاہد صاحب ہدایہ تفسیر زاہدی میں لکھتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ رحمت و برکت اس پر نازل ہو اور روزی اس کی وسعت پائے اور کسی کا محتاج نہ رہے تو یہ آیت پڑھا کرے: رَبَّنَا أَنزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنكَ وَارْزُقْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ۔ پھر فرمایا کہ یہ آیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے بارے میں نازل ہوتی ہے مگر انہوں نے کفرانِ نعمت کیا تھا ،خداوند تعالیٰ نے ان کو جنہوں نے اس مائدے میں سے کھایا تھا کتّا اور خنزیر بنادیا۔

ظلم سے بچنے کی دُعا

پھر فرمایا کہ جب یہ چاہے کہ دنیا و آخرت میں ظالموں کے ساتھ شریک نہ ہو تو یہ آیت پڑھا کرے: رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔

اطمینان قلب کی دُعا

پھر فرمایا کہ جو شخص اسلام کے ساتھ اپنی زندگانی خوش خوش گزارنی چاہے وہ یہ آیت بکثرت پڑھا کرے: رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔

قید سے رہائی کی دُعا

بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص کسی ظالم کے ہاتھ میں گرفتار ہو وہ یہ آیت پڑھے: رَبَّنَا لَا

تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔

ایمان واسلام پر خاتمہ ہونے کی دُعا

اور اگر چاہے کہ مسلمان مرے اور صالحین کے درجے میں پہنچے تو یہ آیت پڑھا کرے :فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔بعد ازاں شیخ الاسلام قدس اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ جب ایک مدت کے بعد یعقوب اور یوسف علیٰ نبیّنا علیہم السلام کی ملاقات ہوئی تو یوسف علیہ السلام نے سر سجدے میں رکھ کر یہی آیت پڑھی اور عرض کی خداوند !تو نے مجھ کو بادشاہ بنایا یہ تیری مرضی تھی میں نے اس کی درخواست نہ کی تھی اب قیامت کے روز بادشاہوں کے ساتھ میرا حشر نہ کیجو ، میں بیچارہ مسکین وضعیف اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ بادشاہوں کے ساتھ میرا حشر ہو۔

آسیب سے محفوظ رہنے کی دُعا

پھر فرمایا کہ اگر کوئی شخص جنات کے شر اور ظالموں کے ظلم اور بُت پرستی سے محفوظ رہنا چاہے تو یہ آیت پڑھے:رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ ۔بعد ازاں شیخ الاسلام قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ اس آیت کا نزول اس طرح ہوتا ہے کہ ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے ایک اعرابی آیا اور سلام کر کے عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو کوئی ایسی چیز بتائیے جس کے باعث میں اور میری اولاد بُت پرستوں سے محفوظ رہیں۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوچنے لگے اس کو کیا چیز بتاؤں کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !خداوند تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ آت اس کو تعلیم کیجئے اور حکم دیجئے کہ یہ اس کو بکثرت پڑھا کرے خداوند تعالیٰ اس کو بُت پرستوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

کافروں پر فتح یاب ہونے کی دُعا

بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ کفار اس پر حاوی نہ ہوں وہ یہ آیت پڑھا کرے: رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

نورِ ایمان ہونے کی دُعا

اور یہ جب چاہے کہ نورِ ایمان اس کے دل میں کامل ہو تو یہ دعا پڑھا کرے: رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

بعد ازاں شیخ الاسلام یہ فوائد بیان فرما کر دعا گو کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ ساری ترغیب تمہارے واسطے کرتا ہوں کیونکہ پیر مرید کا مشاطہ ہوتا ہے جب تک کہ مرید کو جیسا کہ چاہیئے تمام آلائشوں سے پاک نہ کیا جائے وہ طریقت کا راستہ طے نہیں کر سکتا اور گمراہی سے باہر نہیں نکل سکتا۔

روزانہ پڑھنے کا وظیفہ

بعد ازاں نطق مبارک سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر روز ایک بار یہ دعا پڑھتا رہے اور زمانۂ ورد میں مرجائے وہ بہشتی ہوگا، دُعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَىٰ عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

بعد ازاں اسی محل میں فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ارشاد کرتے ہیں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دعا سنی ہے ہر فرض کے بعد اس کو پڑھتا ہوں اور میں نے اس کو اپنا ورد بنایا ہے جب ان کا انتقال ہوگیا تو کسی نے خواب میں ان سے پوچھا کہ خداوند تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا، فرمایا کہ مجھ کو اس دُعا کی برکت سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی بخش دیا اور جنت میں جگہ دی بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت اس دُعا کو پڑھے گا خداوند تعالیٰ اس کی برکت سے شام تک اس کو ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے اور آسمان سے جو بلا نازل ہوگی وہ اس دعا کے پڑھنے والے سے بالا بالا گذر جائے گی لیکن اگر اس شخص میں اخلاص اور صدق نہ ہوگا تب وہ اس کے اوپر آجائے گی اور میں نے یہ خواص حضرت شیخ الاسلام قطب الدین کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے زبان مبارک سے سنے ہیں اور ہر شخص کو لازم ہے کہ کسی وقت دُعا کے پڑھنے اور شفاعت چاہنے سے خالی نہ رہے۔

دوسری دُعا

پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ قوت القلوب میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص یہ دعا پڑھے گا رات تک کسی بلا میں مبتلا نہ ہوگا دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ اَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْماً وَاَحصٰى كُلِّ شَیْءٍ عَدَداً إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ غَيْرِی وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌم بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

تیسری دعا

پھر اسی محل میں فرمایا کہ قاضی امام شبعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کفایہ میں یہ حکایت لکھی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بوڑھے زاہد کے پاس نوجوان وحسین کنیز کی تھی ، زاہد چونکہ بوڑھا تھا کنیز اس سے محبت نہ کرتی تھی اور چاہتی تھی کہ کس طرح اس کے ہاتھ سے نجات پائے ، ایک پڑوسن بڑھیا نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو زہر ہلاہل تیار کر دیتی ہوں، روزہ افطار کرنے کے وقت زاہد کو دیدیجیو، کنیز نے ایسا ہی کیا اور تمام رات منتظر رہی کہ زاہد کس وقت مرتا ہے جب صبح ہوئی اور دیکھا کہ زاہد کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا اس سے نہ رہا گیا اور زاہد سے عرض کیا کہ تمہارا جی چاہے مجھ کو رکھو یا مارو، میں نے تم کو زہر ہلاہل دیا تھا، کیا سبب ہے کہ اس نے تم پر اثر نہ کیا؟ زاہد نے تبسم ہو کر فرمایا کہ میرے پاس ایسی دُعا ہے کہ ایک زہر کیا کوئی چیز مجھ کو نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ یہ ہے ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، **بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرُ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔**

دُعا کے شرائط

شیخ الاسلام قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ شرائط اسباب دعا کے بہت ہیں اگر سب کو بیان کروں تو بات طول ہو جائے ، مگر پہلی شرط یہ ہے کہ خداوند جل جلالہٗ کے نام پاک سے شروع کی جائے ، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: **كُلُّ أمرٍ ذِي بَالٍ لَم يُبْدَأُ فِيهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ** ۔ (یعنی جو بڑا بھاری کام اللہ کے نام کے ساتھ شروع نہیں کیا گیا وہ بے برکت ہے یعنی بخیر وخوبی انجام نہیں پاتا) پس لازم ہے کہ پہلے بسم اللہ پڑھے پھر دُعا کرے تا کہ قبول ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اپنی عورتوں کو آواز دار زیور مثل پازیب وغیرہ کے نہ پہننے دے، کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے، خداوند تعالیٰ اُن لوگوں کی دُعا قبول نہیں فرماتا ہے جو اپنی عورتوں کو آواز دار زیور پہننے سے خوش ہوتے ہیں۔

تیسری شرط یہ ہے کہ دُعا کے آغاز و اتمام پر صدقہ دے، جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اُن کی کسی بادشاہ سے کوئی حاجت تھی اور اُس کے واسطے جارہے تھے ایک درویش کو صدقہ دیا اور کہا کہ دعا کیجئے میری حاجت پوری ہو جائے، کیونکہ جو شخص بادشاہ کے پاس جاتا ہے اُس کے واسطے ضروری ہے کہ پہلے دربان کو کچھ دے اور درویش خدا کا دربان ہے، جب یہ راضی ہوا تو حاجت پوری ہوگئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔ (راحت القلوب، صفحہ 154)

آپ کی دُعا ضرور قبول ہوگی

بندہ کسی بھی ضروری اور نیک کام کے لئے نیت اور دُعا کرے اور مسلسل دُعا میں مشغول رہے یہ دو کام اس کے ذمہ ہے تیسرا کام جو انتظام اور کامیابی کا ہے وہ اللہ کے ذمہ ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فوائد الفواد صفحہ 66 پر فرماتے ہیں دعا قبل از نزول بلا کرنی چاہیئے فرمایا جب بلا آسمان سے نازل ہوتی ہے اور دُعا کی جاتی ہے بلا اوپر سے نیچے آتی ہے اور دعا نیچے سے اوپر جاتی ہے دونوں ہوا میں باہم متعارض ہوتی ہیں اگر قوت دعا میں ہو وہ اس بلا کو الٹا پھیر لے جاتی ہے اور اگر دُعا میں قوت نہ ہوئی بلا نازل ہوتی ہے، صفحہ 73 پر فرماتے ہیں وقت دُعا بندہ کو لازم ہے کہ وہ اپنی کسی معصیت کا خیال نہ کرے اور نہ کسی طاعت کو درمیان میں لائے کہ اس سے عجب پیدا ہوگا اور دُعا قبول نہ ہوگی اور معصیت کا خیال کرنے سے ایقان قبول دُعا میں سستی پیدا ہوگی۔

وقت طلب دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر نظر رکھنی اور امید وار رحمت حق رہنا اور اس امر کا پختہ یقین رکھنا چاہئے کہ دعاء ضرور قبول ہوگی، وقت دعا مانگنے کے دونوں ہاتھ کشادہ سینے کے برابر ہونے چاہیں اور فرمایا کہ ایک روایت میں اس طرح بھی ہے کہ ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور پنجے ملے ہوئے ہونے چاہیں کہ کوئی چیز اس میں ڈالی جائے گی۔

قارئین سے گذارش ہے کہ سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ طریقہ دعا کو مدنظر رکھتے ہوئے دعاء کا اہتمام کریں ان شاء اللہ کامیابی ہوگی، اللہ تعالیٰ مجھے بھی خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض عطا فرمائے اور مذکورہ نصیحت پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

دعا کی قبولیت کا نسخہ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیوض و برکات حیات و وفات تمام زمانوں میں جاری ہیں اور تا ابد جاری رہیں گے کل بھی آپ امت کے لئے دعا فرماتے تھے اور آج بھی آپ کی دعائیں طالبین دعا کے لئے جاری و ساری ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح زمانۂ حیات میں فیاض و سخی اور دریا دل تھے آج بھی اسی طرح آپ کی کرم گستریاں جاری ہیں، ہر تحفہ دینے والے شخص کو جس طرح زندگی میں اس سے اچھا تحفہ دیتے تھے آج بھی آپ کی دعائیں عنایتیں اور تحفوں کے سلسلے جاری ہیں اور ہمیشہ جاری رہیں گے، ان تحفوں اور دعاؤں کو آپ کیسے حاصل کریں گے ذیل میں حکیم الامتؒ کے عظیم خلیفہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی رحمہ اللہ کی نصیحت و ہدایت کو پڑھئے جس کے راوی شیخ الاسلام علاّمہ تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

میرے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب آدمی کو کوئی دکھ اور پریشانی ہو، یا کوئی بیماری ہو، یا کوئی ضرورت اور حاجت ہو تو اللہ تعالیٰ سے دعا

کرنی چاہئے کہ یا اللہ! میری اس حاجت کو پورا فرما دیجئے۔ لیکن ایک طریقہ ایسا بتاتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو ضرور ہی پورا فرمائیں گے۔ وہ یہ ہے کہ کوئی پریشانی ہو، اس وقت دُرود شریف کثرت سے پڑھیں، اس دُردو شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پریشانی کو دور فرمادیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعائیں حاصل کریں دلیل اس کی یہ ہے کہ سیرت طیبہ میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ جب کوئی شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں کوئی ہدیہ لاتا تو آپ اس بات کی کوشش فرماتے کہ اس کے جواب میں اس سے بہتر تحفہ اس کی خدمت میں پیش کریں، تاکہ اس کی مکافات ہوجائے ساری زندگی آپ نے اس پر عمل فرمایا۔ یہ دُرود شریف بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ہدیہ ہے، اور چونکہ ساری زندگی میں آپ کا یہ معمول تھا کہ جواب میں اس سے بڑھ کر ہدیہ دیتے تھے، تو آج جب ملائکہ دُرود شریف آپ کی خدمت میں پہنچائیں گے کہ آپ کے فلاں امتی نے آپ کی خدمت میں دُرود شریف کا یہ تحفہ بھیجا ہے تو غالب گمان یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس ہدیہ کا بھی جواب دیں گے وہ جوابی ہدیہ یہ ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں گے کہ جس طرح اس بندے نے مجھے ہدیہ بھیجا، اے اللہ! اس بندے کی حاجتیں بھی آپ پوری فرمادیں۔ اب اس وقت ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں جا کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ ہمارے حق میں دُعا فرمادیجئے، دُعا کی درخواست کرنے کا تو کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہاں، ایک راستہ ہے، وہ یہ کہ ہم دُرود شریف کثرت سے بھیجیں، جواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے حق میں دُعا فرمائیں گے لہذا دُرود شریف پڑھنے کا یہ عظیم فائدہ ہمیں حاصل کرنا چاہئے۔

اسی وجہ سے بہت سے بزرگوں سے منقول ہے کہ وہ بیماری اور دکھ کی حالت میں دُرود

شریف کی کثرت کیا کرتے تھے۔اس لئے دن بھر میں کم از کم 100 مرتبہ دُرود شریف پڑھ لیا کریں۔اگر پورا دُرود ابراہیمی پڑھنے کی توفیق ہوجائے تو تو بہت اچھا ہے،ورنہ مختصر دُرود پڑھ لیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ اور مختصر کرنا چاہو تو یہ پڑھ لیں۔اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ سَلِّمْ یا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پڑھ لیں،لیکن سو مرتبہ ضرور پڑھ لیں،اس کی برکت سے اجر وثواب کے ذخیرے بھی جمع ہو جائیں گے اور ان شاء اللہ،اللہ کی رحمت سے بگڑے کام بھی سنور جائیں گے۔(ضیاء علم حیدر آباد)

اسماء حسنیٰ کی فضیلت ودلیل قرآن مقدس کی روشنی میں

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ط سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. (الاعراف،7/180)

اور اللہ ہی کے لیے اچھے اچھے نام ہیں،سو اسے ان ناموں سے پکارا کرو اور ایسے لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں حق سے اِنحراف کرتے ہیں،عنقریب انہیں ان (اَعمالِ بد) کی سزا دی جائے گی جن کا وہ ارتکاب کرتے ہیں۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى. (الاسراء،17/110)

فرما دیجیے کہ اللہ کو پکارو یا رحمان کو پکارو،جس نام سے بھی پکارتے ہو (سب) اچھے نام اسی کے ہیں۔اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (طٰہٰ،20/8)

اللہ (اسی کا اسمِ ذات) ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں (گویا تم اسی کا اثبات کرو اور باقی سب جھوٹے معبودوں کی نفی کر دو) اس کے لیے (اور بھی) بہت خوبصورت نام ہیں (جو اس کی حسین وجمیل صفات کا پتہ دیتے ہیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ٥ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٥ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ط يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٥ (الحشر، 59/22-24)

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحمت فرمانے والا نہایت مہربان ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، (حقیقی) بادشاہ ہے، ہر عیب سے پاک ہے، ہر نقص سے سالم (اور سلامتی دینے والا) ہے، امن و امان دینے والا (اور معجزات کے ذریعے رسولوں کی تصدیق فرمانے والا) ہے، محافظ و نگہبان ہے، غلبہ و عزّت والا ہے، زبردست عظمت والا ہے، سلطنت و کبریائی والا ہے، اللہ ہر اُس چیز سے پاک ہے جسے وہ اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہی اللہ ہے جو پیدا فرمانے والا ہے، عدم سے وجود میں لانے والا (یعنی ایجاد فرمانے والا) ہے، صورت عطا فرمانے والا ہے۔ (الغرض) سب اچھے نام اسی کے ہیں، اس کے لیے وہ (سب) چیزیں تسبیح کرتی ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، اور وہ بڑی عزت والا ہے بڑی حکمت والا ہے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ٥ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ٥ (الدھر، 76/25-26)

اور صبح و شام اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کریں۔ اور رات کی کچھ گھڑیاں اس کے حضور سجدہ ریزی کیا کریں اور رات کے (بقیہ) طویل حصہ میں اس کی تسبیح کیا کریں۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰیO وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰیO (الاعلیٰ، 87/14-15)

بے شک وہی بامراد ہوا جو (نفس کی آفتوں اور گناہ کی آلودگیوں سے) پاک ہوگیا۔ اور وہ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور (کثرت و پابندی سے) نماز پڑھتا رہا۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌO

(البقرہ، 2/115)

اور مشرق و مغرب (سب) اللہ ہی کا ہے، پس تم جدھر بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ کی توجہ ہے (یعنی ہر سمت ہی اللہ کی ذات جلوہ گر ہے)، بے شک اللہ بڑی وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُO

(البقرہ، 2/117)

وہی آسمانوں اور زمین کو وجود میں لانے والا ہے، اور جب کسی چیز (کے ایجاد) کا فیصلہ فرما لیتا ہے تو پھر اس کو صرف یہی فرماتا ہے کہ 'تو ہو جا' پس وہ ہو جاتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌO (البقرہ، 2/143)

بے شک اللہ لوگوں پر بڑی شفقت فرمانے والا مہربان ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُO (البقرہ، 2/160)

مگر جو لوگ توبہ کرلیں اور (اپنی) اصلاح کرلیں اور (حق کو) ظاہر کر دیں تو میں (بھی) انہیں معاف فرما دوں گا، اور میں بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہوں۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِی

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُہُمَا وَہُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ O (البقرہ، 2/255)

اللہ، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے (سارے عالم کو اپنی تدبیر سے) قائم رکھنے والا ہے، نہ اس کو اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے، کون ایسا شخص ہے جو اس کے حضور اس کے اِذن کے بغیر سفارش کر سکے، جو کچھ مخلوقات کے سامنے (ہو رہا ہے یا ہو چکا) ہے اور جو کچھ ان کے بعد (ہونے والا) ہے (وہ) سب جانتا ہے، اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر وہ چاہے، اس کی کرسیٔ (سلطنت و قدرت) تمام آسمانوں اور زمین کو محیط ہے، اور اس پر ان دونوں (یعنی زمین و آسمان) کی حفاظت ہرگز دشوار نہیں، وہی سب سے بلند رتبہ بڑی عظمت والا ہے۔ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ O (آل عمران، 3/26)

(اے حبیب! یوں) عرض کیجیے: اے اللہ! سلطنت کے مالک! تُو جسے چاہے سلطنت عطا فرما دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تُو جسے چاہے عزت عطا فرما دے اور جسے چاہے ذلّت دے، ساری بھلائی تیرے ہی دستِ قدرت میں ہے، بے شک تُو ہر چیز پر بڑی قدرت والا ہے۔

اسماءِ حسنیٰ کی فضیلت و دلیل حدیث پاک کی روشنی میں

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ:

إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا: مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ {اَحْصَيْنَاهُ} حَفِظْنَاهُ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ننانوے (99) اسماء مبارکہ ہیں یعنی سو سے ایک کم۔ جس نے ان سب کو یاد رکھا وہ جنت میں داخل ہوا۔ راوی کہتے ہیں (قرآن مجید میں) اَحْصَيْنَاهُ (سے مراد ہے) ہم نے اُسے محفوظ کرلیا۔

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ رضی الله عنه، قَالَ: لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ اسْمًا، مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدًا، لَا يَحْفَظُهَا اَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے: اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء مبارکہ ہیں، یعنی سو سے ایک کم۔ جس نے اُنہیں یاد رکھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (یہ اسمائے مبارکہ جفت کی بجائے طاق اس لیے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ وتر (یکتا) ہے اور وتر (یکتائی) کو پسند فرماتا ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اٰبَائِهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم: وَلِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ اسْمًا مَنْ اَحْصَاهَا وَاَخْلَصَ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (رواہ ابونعیم)

حضرت زید بن علی اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، جس نے اِنہیں یاد کیا اور ان اسماء کے ذریعے اللہ سے خالص محبت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی الله عنه قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وآله وسلم فَنَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وآله وسلم: إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ، وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (آغازِ اسلام میں) ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھتے تو کہا کرتے: اللہ تعالیٰ پر سلام ہو۔ اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خود سلام ہے، بلکہ تم یوں کہا کرو: (ہماری) تمام زبانی اور بدنی و مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُس کے بندے اور رسول ہیں۔

وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم يَقُوْلُ: قَالَ اللهُ: اَنَا الرَّحْمٰنُ، وَهِيَ الرَّحِمُ، شَقَقْتُ لَهَا اسْمًا مِنِ اسْمِي، مَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَاَحْمَدُ وَاَبُو دَاوُدَ وَاللَّفْظُ لَهُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

ایک روایت میں حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا نام رحمن ہے اور یہ رَحِم (سے مشتق) ہے، میں نے اِس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ پس جو اسے (یعنی شکمِ مادر اور رحم کے رشتوں کو) جوڑے گا، میں اسے جوڑوں گا؛ اور جو اسے توڑے گا، میں اسے توڑ دوں گا۔

عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ رضی الله عنه اَنَّ جِبْرِيْلَ اَتَى النَّبِيَّ صلی الله علیه وآله وسلم، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، اشْتَكَيْتَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: بِاسْمِ اللهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ. اللهُ يَشْفِيْكَ. بِاسْمِ اللهِ اَرْقِيْكَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَه)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا: اے محمد! کیا آپ علیل ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! جبرائیل علیہ السلام نے (بغرضِ دم یہ کلمات) کہے۔

تمت بالخیر

اسماء حسنیٰ

تمام قارئین اور محبین سے گذارش ہے کہ اللہ رب العزت کے اس نام مبارک کو مع ترجمہ اپنے سینے میں محفوظ فرمالیں تاکہ کہیں بھی اس کا ورد کرسکیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِی لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

الرَّحْمٰنُ نہایت مہربان	الرَّحِیْمُ ہمیشہ رحم فرمانے والا
اَلْمَلِكُ بادشاہ	اَلْقُدُّوْس جملہ نقائص وعیوب سے پاک
اَلسَّلَامُ سلامتی دینے والا	اَلْمُؤْمِن امان بخشنے والا
اَلْمُهَيْمِنُ نگہبانی اور حفاظت فرمانے والا	اَلْعَزِیْزُ عزت بزرگی اور غلبہ والا
اَلْجَبَّارُ بہت زبردست عظمت والا	اَلْمُتَكَبِّرُ سب سے اعلیٰ وارفع، بڑائی والا
اَلْخَالِقُ پیدا کرنے والا	اَلْبَارِئُ عدم سے وجود میں لانے والا
اَلْمُصَوِّرُ شکل وصورت اور امتیازی شان عطا کرنے والا	اَلْغَفَّارُ بہت بخشنے والا
اَلْقَهَّارُ سب پر غالب	اَلْوَهَّابُ بہت عطا فرمانے والا
اَلرَّزَّاقُ رزق دینے والا	اَلْفَتَّاحُ بڑا مشکل کشا، بند راستے کھولنے والا

اَلْعَلِیْمُ بہت جاننے والا	**اَلْقَابِضُ** روزی تنگ کرنے والا
اَلْبَاسِطُ روزی میں فراخی دینے والا	**اَلْخَافِضُ** منکرین ومتکبرین کو پست کرنے والا۔
اَلرَّافِعُ بلند کرنے والا	**اَلْمُعِزُّ** عزت دینے والا
اَلْمُذِلُّ ذلت دینے والا	**اَلسَّمِیْعُ** بہت زیادہ سننے والا
اَلْبَصِیْرُ سب کچھ دیکھنے والا	**اَلْحَکَمُ** فیصلہ فرمانے والا
اَلْعَدْلُ خوب انصاف کرنے والا	**اَللَّطِیْفُ** بہت لطف وکرم فرمانے والا
اَلْخَبِیْرُ ہر چیز کی خبر رکھنے والا	**اَلْحَلِیْمُ** بردبار اور حلم والا
اَلْعَظِیْمُ عظمت و بزرگی کا مالک	**اَلْغَفُوْرُ** بے انتہا بخشش ومغفرت فرمانے والا
اَلشَّکُوْرُ شکر کا بدلہ دینے والا، قدردان	**اَلْعَلِیُّ** سب سے بلند و برتر
اَلْکَبِیْرُ بہت بڑا	**اَلْحَفِیْظُ** محافظ ونگہبان
اَلْمُقِیْتُ قوت دینے والا اور روزی عطا کرنے والا	**اَلْحَسِیْبُ** جمیع امور میں کفایت کرنے والا
اَلْجَلِیْلُ بلند مرتبہ اور بزرگی والا	**اَلْکَرِیْمُ** بہت کرم کرنے والا

الرَّقِیْبُ بڑا نگہبان	الْمُجِیْبُ ہر ایک کی دعا کو قبول کرنے والا
الْوَاسِعُ وسعت و فراخی عطا کرنے والا	الْحَکِیْمُ حکمت و تدبر والا
الْوَدُوْدُ بہت محبت کرنے والا	الْمَجِیْدُ عالی مرتبت اور بزرگی والا
الْبَاعِثُ موت کے بعد زندگی عطا کرنے والا	الشَّہِیْدُ حاضر و موجود اور مشاہدہ فرمانے والا
الْحَقُّ سچا، سچائی اور حق کا مالک	الْوَکِیْلُ جملہ امور میں کارساز
الْقَوِیُّ بہت طاقتور	الْمَتِیْنُ بہت مضبوط اور شدید قوت والا
الْوَلِیُّ دوست اور حمایت فرمانے والا	الْحَمِیْدُ لائق تعریف، اچھی خوبیوں والا
الْمُحْصِی کائنات کی ہر شئ کو شمار میں رکھنے والا	الْمُبْدِئُ آفرینش کی ابتداء کرنے والا
الْمُعِیْدُ دوبارہ پیدا کرنے والا	الْمُحْیِی زندگی عطا کرنے والا
الْمُمِیْتُ موت دینے والا	الْحَیُّ ہمیشہ زندہ رہنے والا
الْقَیُّوْمُ سب کو اپنی تدبیر سے قائم رکھنے والا	الْوَاجِدُ وجود عطا فرمانے والا
الْمَاجِدُ عظمت اور بزرگی والا	الْوَاحِدُ یکتا

الصَّمَدُ بے نیاز، سب کامرکز نیاز	الْقَادِرُ قدرت وطاقت والا
الْمُقْتَدِرُ قدرت کاملہ کا مالک	الْمُقَدِّمُ آگے کرنے والا/ بڑھانے وال
الْمُؤَخِّرُ پیچھے رکھنے والا	الْاَوَّلُ سب مخلوقات اورموجودات سے پہلے
الآخِرُ سب موجودات کے فنا ہونے کے بعد باقی رہنے والا	الظَّاهِرُ اپنی قدرت کے اعتبار سے ظاہر
الْبَاطِنُ اپنی ذات کے اعتبار سے پوشیدہ	الْوَالِيُّ تصرف اوراختیار کا مالک
الْمُتَعَالِي بلندوبرتر	الْبَرُّ اچھائی اور بھلائی فرمانے والا
التَّوَّابُ زیادہ توبہ قبول کرنے والا	الْمُنْتَقِمُ بدلہ دینے والا
العَفُوُّ معاف فرمانے والا	الرَّؤُفُ نہایت مہربان
مَالِكُ الْمُلْكِ سب سلطنت اورحکمرانی کا مالک	ذُوالْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ عظمت اور بزرگی والا
الْمُقْسِطُ عدل وانصاف کرنے والا	الْجَامِعُ جمع کرنے والا
الْغَنِيُّ بے پرواہ وبے نیاز	الْمُغْنِي بے نیاز کردینے والا
الْمَانِعُ روکنے والا	الضَّارُّ نقصان کا مالک

النَّافِعُ نفع کا مالک، نفع عطا کرنے والا	النُّورُ نور
الْھَادِی ہدایت دینے والا	الْبَدِیْعُ بے مثال موجود، عدم سے وجود میں لانے والا
الْبَاقِی ہمیشہ رہنے والا	الْوَارِثُ وارث و مالک
الرَّشِیْدُ نیکی اور راستی کرنے والا	الصَّبُوْرُ بہت زیادہ مہلت دینے والا

{مؤلف کا تعارف}

نام : محمد علاء الدین قاسمی ابن الحاج حافظ حبیب اللہ صاحب

ولادت و پیدائش : مقام و پوسٹ: جھگڑوا، تھانہ جمال پور، وایا گھنشیام پور، ضلع دربھنگہ بہار (انڈیا) 847427

ابتدائی تعلیم : ناظرہ، وحفظ، وقرأت قرآن شریف: مدرسہ عربیہ حسینیہ چلہ امروہہ ضلع مرادآباد یوپی۔

عربی اول : جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد (یوپی)

عربی دوم، سوم : مدرسہ جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ (یوپی)

اعلیٰ تعلیم : عربی چہارم تا دورۂ حدیث دار العلوم دیوبند

فراغت : سنہ ۱۹۹۱ء

بعد فراغت مصروفیات...

درس وتدریس : درجہ سوم تا ہفتم: مدرسہ حسینیہ شریوردھن کوکن مہاراشٹر

حرمین شریفین کی زیارت اور عملی سرگرمیاں: فریضۂ امامت اور جدہ اردو نیوز کے لئے کالم نگاری

موجودہ مصروفیات : خانقاہ اشرفیہ پالی کی ذمہ داری اور تصنیف وتالیف کے مشاغل۔

مؤلف کی مشہور کتابیں

١۔ رمضان المبارک سے محرم الحرام تک۔

٢۔ اپنے عقائد کا جائزہ لیجئے۔

٣۔ نکاح اور طلاق۔

۴۔ حج گائیڈ۔

۵۔ چالیس حدیثیں۔

٦۔ جادو ٹونا، اور کہانت کا حکم۔

٧۔ دس عظیم صحابہ کرامؓ کے ایمان افروز واقعات۔

٨۔ وعظ و ادب کا خزانہ۔

٩۔ عظمت قرآن۔

١٠۔ مسائل حاضرہ۔

١١۔ قربانی کے ضروری مسائل۔

١٢۔ اصلاح کا تیر بہدف نسخہ۔

١٣۔ چراغ اصلاح۔

١۴۔ تکبر ایک وبال ہے۔

١۵۔ تنقید ایک بُری عادت ہے۔

١٦۔ جنت کے حسین محلات اور لذیذ و نفیس نعمتیں۔

١٧۔ تراویح کا پیسہ لینا جائز نہیں۔

۱۸۔رمضان المبارک کونفع بخش اور مقبول بنانے کے صحیح طریقے۔

۱۹۔قیامت کی آخری علامتیں۔

۲۰ تصوف کی اہمیت وضرورت۔

۲۱۔غیبت ایک گندہ عمل ہے۔

۲۲۔اصلاح کے قیمتی موتی۔

۲۳۔اصلاح کے اہم نسخے۔

۲۴۔اخلاص اوراخلاق۔

۲۵۔اصلاحی واقعات،جلد،اوّل۔

۲۶۔دعاءکا صحیح طریقہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆